سیرت

قطب الاقطاب

شیخ امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

متوفی 656ھ

اور

شیخ المشائخ پیر طریقت حکیم صوفی طارق احمد شاہ عارف عثمانی شاذلی

دامت برکاتہم العالیہ

مؤلف

علامہ شاہ زیب اشفاقی شاذلی

انتساب

احقر محمد شاہ زیب الاشفاقی الشاذلی اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنے مربی سیدی و مرشدی خلیفہ میاں

حضور پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مفتی **اشفاق احمد بغدادی** طارقی جہانگیری ابو العلائی

چشتی شاذلی دامت برکاتہم العالیہ

کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کے دست کرم سے میں لکھنے کے قابل ہوا۔

حضرت شیخ ابوالحسن علی شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سلسلہ شاذلیہ کے مشہور بزرگ **حضرت شیخ ابوالحسن علی شاذلی علیہ الرحمہ** (ولادت: ۵۷۱ھ یا ۵۹۳ھ / ۱۱۷۵ء یا ۱۱۹۷ء-وفات: ۲۰ / ذی قعدہ ۶۵۶ھ مطابق ۱۸/ نومبر ۱۲۵۸ء) کی طرف منسوب ہے، اس کا آغاز ساتویں صدی ہجری میں تیونس اور اسکندریہ مصر میں ہوا، اور آہستہ آہستہ پورے بساط عالم میں پھیل گیا۔(1)

---------حواشی---

(1) حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ کی ولادت مغربی مراکش کے علاقہ شمارہ میں ۵۷۱ھ یا ۵۹۳ھ / ۱۱۷۵ یا ۱۱۹۵ء میں ہوئی، صاحب طبقات الشاذلیۃ الکبریٰ نے اول الذکر تاریخ کو درست قرار دیا ہے، اس وقت وہاں موحدین کی حکومت تھی، آپ حسنی النسب تھے، اٹھارہویں پشت میں آپ کا نسب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، شجرہ نسب یہ ہے: ابوالحسن علی بن عبد اللہ بن عبد الجبار بن تمیم بن ہرمز بن حاتم بن قصی بن یوسف بن یوشع بن ورد بن بطال بن علی بن احمد بن محمد بن عیسیٰ بن اور میں ابن عبد اللہ بن الحسن المثنیٰ بن الحسن ابن امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضوان اللہ العلیہم الاجمعین۔

★ شجرہ نسب میں تھوڑا اختلاف ہے لیکن مذکورہ بالا شجرہ زیادہ معروف اور مستند ہے۔

درسیات کی تعلیم فقہ مالکی کے مطابق اپنے وطن میں حاصل کی، فقہ و عربی ادب کے اساتذہ میں شیخ نجم الدین اصفہانی علیہ الرحمہ اور علم الاخلاق کے اساتذہ میں صوفی کبیر عبد اللہ بن ابوالحسن بن حرازم علیہ الرحمہ تلمیذ رشید سید ابومدین غوث المغربی علیہ الرحمہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، آپ کا شمار فقہاء مالکیہ میں ہوتا ہے، علم باطن کے لئے آپ نے قطوان کا سفر کیا، اور جبل عالم میں حضرت شیخ عبد السلام بن مشیش علیہ الرحمہ (م ۶۲۵ھ / ۱۲۲۸) کی خدمت میں حاضر ہوئے، جن کی رہنمائی آپ کو حضرت شیخ ابو الفتح واسطی علیہ رحمہ نے کی تھی، وہ مغارہ کے پہاڑ پر رہتے تھے، آپ نے حضرت ابن مشیش کی صحبت میں رہ کر علم باطن میں کمال حاصل کیا، تکمیل سلوک کے بعد اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے اور حضرت شیخ ابن مشعیش علیہ الرحمہ کے حکم پر شاذلہ کی طرف رخت سفر باندھا، شاذلہ تیونس میں واقع ہے، اس علاقے میں قیام کی نسبت سے آپ شاذلی کی نسبت سے مشہور ہوئے، یہاں زہد و ریاضت کے بعد آپ نے ۶۲۵ھ /۱۲۲۸ء میں تیونس میں ایک روحانی خانقاہ قائم کی، یہ وہ دور ہے جب حفصی سلطنت کا بانی ابوزکریا گورنر کی حیثیت سے تیونس آیا تھا، وہ شیخ ابوالحسن سے خاص ارادت رکھتا تھا، آپ کی خانقاہ کا فیض یہاں بہت عام ہوا، اور عوام و خواص اور طبقہ امراء سب متاثر ہوئے، آپ کی بے پناہ مقبولیت نے آپ کے بہت سے حاسدین بھی پیدا کر دیئے، آپ کو بڑی اذیتیں دی گئیں، اور لوگوں کو آپ سے ملنے سے روکا گیا، بالآخر ۶۴۲ھ / ۱۲۴۴ء میں آپ نے وہاں سے مصر کا رخ کیا، لیکن حاسدین نے ان کے اسکندریہ پہونچنے سے قبل ہی بادشاہ مصر اور اسکندریہ کے لوگوں تک یہ خبر پہونچا دی تھی کہ ایک زندیق آپ کے ملک میں آرہا ہے، جس کو ہم نے اپنے ملک سے نکال دیا ہے، اس نے کچھ جنات مسخر کر رکھے ہیں، چنانچہ وہاں بھی اذیتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، اور آخر ایک دن ایک مجرم کی حیثیت سے آپ کو بادشاہ مصر کے حضور پیش کیا گیا، لیکن بادشاہ آپ کے علم اور روحانیت سے متاثر ہوا، اور باعزت اسکندریہ واپس بھیج دیا، پھر بذات خود آپ سے ملنے کے لئے اسکندریہ حاضر ہوا، جس سے پوری صورت حال ہی تبدیل ہو گئی، بادشاہ کو بتایا گیا تھا کہ آپ کو علم کیمیا حاصل ہے، اس نے کیمیا حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی، تو شیخ نے کہا "ہمارا کیمیا تقویٰ ہے، تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اللہ پاک تمہیں وہ علم بخشے گا کہ جو تم کرنا چاہو گے ہو جائے گا، بادشاہ اس جواب سے متاثر ہوا اور آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا، اس نے اسکندریہ میں آپ کے نام بیش قیمت اراضی وقف کی، اور آپ نے یہاں باقاعدہ ایک خانقاہ کی بنیاد رکھی، تیونس کی طرح مصر میں بھی آپ کو کافی پذیرائی حاصل ہوئی، عوام کے علاوہ بڑے بڑے علماء و امراء حلقہ عقیدت میں داخل ہوئے۔

شیخ عزالدین بن عبد السلام علیہ الرحمہ، شیخ علی بن دقیق العید علیہ الرحمہ ،شافعی محدث شیخ عبد العظیم منذری علیہ الرحمہ، ابن الصلاح علیہ الرحمہ، ابوالحسن ابن عصفور الحضرمی الاشبیلی علیہ الرحمہ، ابن الحاجب علیہ الرحمہ، اور شیخ شمس الدین اصفہانی علیہ الرحمہ جیسے مشائخ آپ کے دامن تربیت سے وابستہ ہوئے۔ ابن دقیق العید علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ سے بڑا عارف کسی کو نہیں دیکھا، لیکن اسکے باوجود لوگوں نے ان کو بہت ستایا، اپنے وطن سے نکلنے پر مجبور کیا، اور ہجرت کے بعد بھی سازشیں کیں۔ شیخ نہ صرف مجاہدہ نفس پر زور دیتے تھے بلکہ عملاً جہاد میں بھی شریک ہوئے، آپ نے مصری سپاہ کے ہمراہ منصورہ کی جنگ میں عملی طور پر شرکت کی، یہ جنگ بنیادی طور پر فرانس کے سینٹ لوئس کی زیر قیادت ساتویں صلیبی جنگ تھی۔۔۔۔ کئی بار سعادت حج سے بہرہ ور ہوئے۔

شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے شیخ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں پہلے حضرت شیخ عبد السلام بن مشیش علیہ الرحمہ کی طرف نسبت کرتا تھا، لیکن اب کسی کی طرف نسبت نہیں کرتا، بلکہ دس سمندروں میں غوطہ زن رہتا ہوں، وہ دس (۱۰) سمندر یہ ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ، حضرت ابو بکر حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضوان اللہ علیہم الاجمعین، (یہ پانچ زمینی سمندر ہیں) حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت عزرائیل، حضرت اسرافیل، اور روح اکبر علیہم السلام (یہ پانچ آسمانی سمندر ہیں)۔ طبقات الشاذلیۃ الکبری ص:26 تحقیق وتحشیۃ: محمد علی، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت 1426ھ

غالباً اس کے بعد ہی مرتبہ قطبیت عطا کیا جاتا ہے، کہ اس سلسلہ میں مشیخت کے لئے قطبیت لازم ہے، بلکہ اصحاب شاذلیہ کے بقول دنیا کے اکثر خطوں کے اقطاب بھی اسی سلسلے سے چنے جاتے ہیں، اصحاب شاذلیہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ کسی ولی کی ولایت کی تکمیل کے لئے بھی نسبت شاذلیہ ضروری ہے، خواہ وہ کسی سلسلہ کا ولی ہو، اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ تمام سلاسل کے اولیاء اللہ بلکہ عام سالکین بھی التزام حزب البحر اور دلائل الخیرات کا ورد رکھتے ہیں، جو کہ سلسلہ شاذلیہ کا خاص سرمایہ ہے۔

شیخ کی وفات تریسٹھ سال کی عمر میں ۲۰ / ذی قعدہ ۲۵۶ھ مطابق ۱۸/ نومبر ۱۲۵۸ء کو ہوئی، آپ حج کے ارادے سے مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے تھے، کہ راستے میں بیمار پڑ گئے، اور بحیرہ احمر کے قریب مصر کے مشرقی صحراء "عیذاب" میں حمیرا کے قریب وفات پا گئے۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

اصحاب شاذلیہ کی طرف سے یہ بھی آیا ہے کہ وہاں ایک کھارا کنواں تھا جو آپ کی برکت سے میٹھا ہو گیا، آپ نے بوقت وفات اپنے اصحاب کو حزب البحر پڑھنے کی تاکید کی اور فرمایا کہ اس میں اسم اعظم ہے، اور شیخ ابوالعباس المرسی علیہ الرحمہ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔

سلسلہ شاذلیہ کی مقبولیت خصوصیات وامتیازات

حزب البحر اور دلائل الخیرات:

اس سلسلے میں بہت جذب اور تاثیر ہے، اس لئے ارباب معرفت کے یہاں بے حد مقبول ہے، خاص طور پر اس کی حزب البحر اور دلائل الخیرات کو بڑی شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی، ہر سلسلہ کے اکابر نے اس کو اپنے معمولات کا حصہ بنایا، اس طرح سلسلہ شاذلیہ کا فیض ہر سلسلہ کو پہونچا، یہ وہ خصوصیت ہے جو اس کو تمام سلاسل میں ممتاز کرتی ہے۔

فقہ اور تصوف کا امتزاج:

ابتدائی شاذلی صوفیاء تصوف کے ساتھ اسلام کے قانونی اور کلامی مباحث میں بھی خاص دلچسپی لیتے تھے، وہ امام ابوالحسن اشعری (م ۳۲۴ھ مطابق ۹۳۵ء) کے ساتھ امام غزالی (م ۵۰۵ھ) کے نقطۂ نظر کو بھی پیش نظر رکھتے تھے، خصوصاوہ توجیہات اور اضافے جو امام غزالی نے اشعری نظام فکر میں کئے تھے۔

---------حواشی---

شیخ نے باقاعدہ کوئی کتاب تصنیف نہیں کی، لیکن آپ کے جو اقوال و معارف مختلف کتابوں میں نقل کئے گئے ہیں ان سے آپ کے گہرے علم اور بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے، آپ کے اکثر اقوال قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں، جو بے حد عارفانہ اور انسانی زندگی کے لئے مینارہ نور ہیں، علاوہ آپ نے چند احزاب مرتب کئے تھے جو کہ قرآنی آیات پر مشتمل ہیں، ان میں سے حزب البحر اور حزب الانوار خاص طور پر قابل ذکر ہیں، یہ احزاب سلسلہ شاذلیہ کے پیروکاروں میں خاص طور پر مقبول ہیں، کئی مشائخ نے ان کی شروحات بھی لکھی ہیں، ان احزاب واوراد کا بنیادی موضوع خدا کی وحدانیت کا اثبات ہے، تمام مسلمان چاہے وہ روحانی طور پر کسی درجہ پر فائز ہوں ان اوراد سے مستفید ہوتے ہیں۔ (طبقات الشاذلیۃ الکبریٰ (المسمی جامع الکرامات العلیۃ في طبقات السادۃ الشاذلیۃ) ص ۱۹ تا ۵۹، مؤلفہ ابو علی الحسن بن محمد بن قاسم الکوھن الفاسي المغربي (م ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء)، تحقیق وتحشیہ محمد علی، ناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۲ / ۲۰۰۵ بعض چیزیں انجمن ضیاء طیبہ ڈاٹ کام سے بھی لی گئی ہیں۔

توحید، اسماء حسنیٰ اور وحدۃ الوجود:

شیخ ابوالحسن شاذلی نے اپنے طریقہ کی بنیاد خاص طور پر نظریۂ توحید پر رکھی، اور اس کا مقصد ذات الٰہی کا عرفان تھا، جس کے لئے وہ عقل اور نزہت روح کے اوپر خصوصی توجہ دیتے تھے، معرفت کے حصول کے لئے وہ شریعت کو بنیادی وسیلہ قرار دیتے تھے، عقیدہ کے لحاظ سے ان کے یہاں اشعری نظام عقائد کو رہنما حیثیت حاصل تھی۔

شیخ اکبر ابن عربی علیہ الرحمہ اور ان کے ناقدین کے بارے میں شاذلیہ کا رویہ:

شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ اپنے ہم عصر حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی علیہ رحمہ (م۶۳۸ھ/ ۱۲۴۰ء) کے نظریۂ وحدۃ الوجود کے بر عکس ذکر اسماء الحسنیٰ کو روحانی ارتقاء کا اہم ترین ذریعہ سمجھتے تھے، شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ تعقیدہ کی تصحیح پر سب سے زیادہ زور دیتے تھے۔۔۔

لیکن وہیں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ شاذلی مشائخ نے شیخ اکبر ابن عربی علیہ الرحمہ کا دفاع کیا ہے، اور ان کے خلاف لکھنے والوں خصوصا ابن تیمیہ (م۷۲۸ھ/ ۱۳۲۸ء) کی تردید کی ہے، شیخ ابن العربی شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ کے معاصر تھے، گو کہ ان دونوں مشائخ کی باہم ملاقات پر کوئی تاریخی ثبوت موجود نہیں ہے، تاہم شیخ اکبر کے شاگرد صدرالدین محمد قونوی علیہ الرحمہ (م۶۷۳ھ/ ۱۲۷۵ء) مصر میں شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ سے ملاقات کے لئے آئے تھے، اور وہ اپنے استاذ شیخ اکبر" کے نظریۂ وحدۃ الوجود کے حامی تھے، اس موضوع پر ان کی کئی تصانیف موجود ہیں۔(2)

محسوس یہ ہوتا ہے کہ شاذلی مشائخ اس بارے میں بہت زیادہ محتاط ہیں، شیخ ابن العربی کے بارے میں وہ کوئی بھی رائے دینے سے اجتناب کرتے ہیں، وہ شیخ کے خلاف کسی قسم کی بحث کی بھی تائید نہیں کرتے، شیخ احمد زروق علیہ الرحمہ (م۸۹۹ھ/ ۱۴۹۳ء) نے اس کی توجیہ یہ کی ہے کہ " شیخ اکبر" کے کلام میں بہت زیادہ مبہمات پائے جاتے ہیں، لہذا اس بات کا امکان ہے کہ عام آدمی ان کو نہ سمجھ پائے اور گمراہی کا شکار ہو جائے، جبکہ دوسری طرف شیخ اکبر پر تنقید و تنقیص کی صورت میں اس بات کا قوی امکان ہے کہ ابن عربی کے بارے غلط رائے قائم کرے جبکہ ان کا مقام اس سے بہت بلند ہے جس کی طرف ان کے مخالفین اشارہ کرتے ہیں۔

----حواشی---

(2)۔الکواکب الدریۃ للمناوی ج۲ص ۱۹۳

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین شاذلیہ کے یہاں تصور توحید اور اس کا شعور بہت حد تک شیخ ابن عربی کے نظریۂ توحید کے مماثل ہے، گو کہ وہ اس کا اظہار زبان وبیان کے بجائے ذوق ووجدان سے کرتے ہیں، شیخ ابو الحسن شاذلی فرماتے تھے کہ میرے شیخ حضرت عبد السلام ابن مشیش نے مجھے وصیت کی تھی کہ:(3)

اپنی بصارت ایمان کو جلا بخشو تا کہ تم اللہ کو پاسکو ہر شے میں، ہر شے کے پاس، ہر شے کے ساتھ،

اور ہر شے کے قریب، اس کی ذات نے احاطہ کیا ہوا ہے ہر شے کا،

قرآن کریم میں ہے:" هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۖ"(الحدید:3) (4)

یہی وجہ ہے کہ شاذلیہ نے شیخ ابن عربی کی تعلیمات کی نہ کبھی تردید کی، اور نہ ہی اس کی تبلیغ کی، تاہم اگر کسی نے شیخ اکبر پر تنقید کی تو اس کو ناپسند کیا، شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری کا علامہ ابن تیمیہ (جو شیخ اکبر" کے نظریات کے بڑے نقاد تھے) کے ساتھ قاہرہ کے قلعہ میں مناظرہ اس سلسلے کی اہم کڑی ہے،

ابن عطاء اللہ نے شیخ اکبر کا دفاع کیا، اور اس بات پر زور دیا کہ ابن تیمیہ کا فہم دین صرف الفاظ کے ظاہری معانی پر مبنی ہے۔

---- حواشی ---------------------------------------

(3) قطب دائرۃ المحققین حضرت سیدنا ومولائی عبد السلام ابن مشیش ابن ابو بکر الحسنی الادریسی علیہ الرحمہ سلسلہ شاذلیہ کے سب سے بڑے مصدر فیض ہیں، یہ حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی علیہ الرحمہ کے پیر طریق اور ایک بڑے عالم ربانی ہیں، بے شمار کرامات وواقعات آپ سے منسوب ہیں ، رمضان المبارک کے مہینے میں دن میں ماں کا دودھ نہیں پیتے تھے، آپ کی فضلیت کے لئے یہی بہت کافی ہے کہ آپ تین بڑے اقطاب: سید ابراہیم الدسوقی علیہ الرحمہ، سید احمد البدوی علیہ الرحمہ، اور سید ابو الحسن الشاذلی علیہ الرحمہ کے استاذ ہیں، آپ کو مغرب میں وہی درجہ حاصل ہے جو مصر میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا تھا، آپ نے 622ھ یا 625ھ میں شہادت کی وفات پائی، ابن ابی الطواحن نے آپ کو قتل کر دیا تھا، تطوان کے سرحد پر جبل الاعلام کے پاس آپ کا مزار مرجع خلائق ہے (طبقات الشاذلیۃ الکبری المسمی جامع الکرامات العلیہ فی طبقات السادۃ الشاذلیۃ ص: ۵۹ ،۶۰ مؤلفہ ابو علی الحسن بن محمد بن قاسم الکوحن الفاسي المغربي (م ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء)، تحقیق وتحشیہ: محمد علی، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء)

(4) ۔ طبقات الشاذلیۃ الکبری (اسمی جامع الکرامات العلیۃ فی طبقات السادۃ الشاذلیۃ) ص ۳۵، مؤلفہ ابو علی الحسن بن محمد بن قاسم الکوحسن الفاس المغربي (م ۱۳۴۷ھ)، تحقیق وتحشیہ: محمد علی، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1426 ھ / ۲۰۰۵ء

علامہ ابن تیمیہ نے شیخ ابو الحسن شاذلی علیہ الرحمہ کی کتاب "حزب البحر" کا بھی رد لکھا تھا، اس بات کا ذکر شیخ احمد زروق علیہ الرحمہ نے شرح حزب البحر میں کیا ہے، شیخ زروق علیہ الرحمہ نے ابن تیمیہ کے رد کو نا قابل اعتنا قرار دیا ہے، اور لکھا ہے کہ ابن تیمیہ اپنے حفظ و اتقان کے حوالے سے ایک مسلم شخصیت کے مالک ضرور ہیں، لیکن ان کے عقیدہ پر طعن کیا گیا ہے، اور عقلی لحاظ سے اس میں کئی نقائص موجود ہیں۔(5)

ذات رسالت مآب ﷺ سے رابطہ اور فنائیت:

★ یہ سلسلہ شاذلیہ میں توحید و معرفت کے ساتھ فنافی الرسول کی بھی بڑی اہمیت ہے، احزاب شاذلیہ، قصیدہ بردہ، دلائل الخیرات وغیرہ کے مطالعہ سے یہ بات مزید آشکارا ہو جاتی ہے، شیخ ابو العباس مرسی علیہ رحمہ سے منقول ہے کہ:

"چالیس برس سے ایک لمحہ کے لئے رسول اللہ ﷺ میری نظروں سے پوشیدہ نہیں ہوئے، اور اگر وہ ایک لمحہ کے لئے بھی میری آنکھوں سے اوجھل ہو جائیں تو میں خود کو مسلمانوں میں شمار نہ کروں"(6)

اتباع شریعت اور طریقت و شریعت کا امتزاج:

★ اس سلسلہ کا ایک بڑا امتیاز یہ ہے کہ جذب کے مقابلے میں اتباع شریعت کو اور سکر کے بجائے صحو کو اہمیت دی جاتی ہے۔ شیخ ابو الحسن کے نزدیک طریقت و شریعت کو جمع کرنے ہی کا نام ایمان ہے۔ کشف و مشاہدہ شریعت کے مقابلے میں معتبر نہیں، اس لئے کہ کتاب و سنت کی عصمت و تقدیس کی ضمانت اللہ پاک نے دی ہے، جب کہ کشف والہام کے صحیح ہونے کی ضمانت اللہ پاک نے نہیں دی ہے۔ شیخ یہ بھی فرماتے تھے کہ جو فقیر پنج وقتہ نماز با جماعت کا پابند نہ ہو اس کا کوئی مقام نہیں ہے۔ نیز کہتے تھے کہ مسلمانوں کی جماعت (سواد اعظم) کے ساتھ رہو خواہ وہ فاسق ہی کیوں نہ ہو، اور انفرادی آراء پر عمل نہ کرو۔(7) شریعت کو بہت زیادہ اہمیت دینے کی بنا پر فقہاء و محدثین کے یہاں اس سلسلہ کو بڑی قبولیت حاصل ہوئی۔

---حواشی---

(5)۔ قواعد التصوف ص۴۸ مؤلفہ شیخ احمد زروق، تحقیق: ابراہیم الیعقوبی، مطبعۃ الملاح، ۱۹۶۸ء، ★ شرح حزب البحر ص ۳۴ مؤلفہ شیخ احمد زروق، تحقیق احمد فرید المزیدی، ناشر: دار جوامع الکلم قاہرہ۔ مأخوذ از الاحسان، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، شمارہ نمبر ا گورنمنٹ کالج یونیورسیٹی، فیصل آباد ص ۱۵۲ تا ۱۶۴ مقالہ نگار: ڈاکٹر غلام شمس الرحمن الیسوی ایٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسیٹی، ملتان۔

(6)۔ طبقات الشاذلیۃ الکبری ص ۶۸، مؤلفہ ابو علی الحسن بن محمد الفاسی الکوحن،

(7)۔ طبقات الشاذلیۃ الکبری (المسمی جامع الکرامات العلیۃ فی طبقات السادۃ الشاذلیۃ) ص ۲۲، ۲۵، مؤلفہ ابو علی الحسن بن محمد بن قاسم الکوھن الفاسي المغربي (م ۱۳۴۷ھ، تحقیق و تحشیہ: محمد علی، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء)

اد ماثورہ کا اہتمام:

★ اس سلسلہ کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے اکثر اوراد و وظائف اور معمولات قرآن کریم اور سنت نبویہ سے ماخوذ ہیں، غیر ماثور دعائیں اس سلسلے میں بہت کم ملتی ہیں۔

عام طرز زندگی کی روش:

★ اس سلسلہ کے سالکین کا کوئی امتیازی خرقہ یا لباس نہیں ہے، اس کے اکابر ہمیشہ عام لوگوں کی طرح زندگی گزارتے ہیں، خود شیخ ابو الحسن شاذلی علیہ الرحمہ بہت نفیس لباس زیب تن فرماتے تھے۔ یہ حضرات دنیاوی زندگی سے بھاگ کر مشاہداتی زندگی کی طرف نہیں آئے تھے بلکہ معاشرہ میں رہتے ہوئے اپنی زندگی کے معمولات بجالاتے تھے، اور اسی کے ساتھ وہ روحانی مشاہدہ و مراقبہ بھی کرتے تھے، شاذلیہ کے یہاں یہ طریقہ عہد نبوی کے معاشرہ سے ماخوذ ہے، جہاں مسلمان بغیر کسی امتیازی نشانات کے عام زندگی گذارتے تھے، اور وزمرہ کے سماجی امور کی بجاآوری کے ساتھ ساتھ روحانی ارتقاکے لئے ذکر الہی میں مشغول رہتے تھے۔(8)

شیخ ابو الحسن شاذلی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ "شیخ وہ ہے جو تمہارے لئے راحت کا سامان پیدا کرے نہ کہ تھکاوٹ کا"

اس لئے کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

عن أنس بن مالك رضي الله عنه۔ مرفوعاً: «يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلاَ تُنَفِّرُوا».(9)

"رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "آسانی پیدا کرو، مشکل میں نہ ڈالو، خوش خبری دو، متنفر نہ کرو"۔

شیخ ابو الحسن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کا مطلب اپنے پیر طریق شیخ عبد السلام ابن مشیش سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ "لوگوں کو اللہ کی طرف رہنمائی کرو اس کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف انہیں راغب نہ کرو"۔(10)

----حواشی--------------------------------

(8)۔ الاحسان، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، شمارہ نمبر ا گورنمنٹ کالج یونیورسیٹی، فیصل آباد ص ۱۵۲ تا ۱۶۴ مقالہ نگار: ڈاکٹر غلام شمس الرحمن الیسوی ایٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسیٹی، ملتان۔

(9)۔ صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب بیان ان کل مسکر خمر۔۔۔ حدیث نمبر: ۵۲۱۶

(10)۔ لطائف المنن فی مناقب الشیخ ابی العباس و شیخ ابی الحسن، الشیخ تاج الدین بن عطاء اللہ احمد بن محمد الشاذلی الاسکندری (م ۷۰۹ھ) ص: ۲۵۴، ۲۵۵

اسقاط تدبیر:

شاذلیہ کے یہاں ایک اہم ترین صوفیانہ ریاضت اسقاط تدبیر ہے،ابن عطاءاللہ اسکندری علیہ الرحمہ نے اس موضوع پر مستقل کتاب تحریر کی ہے: التنویر فی اسقاط التدبیر "اسقاط تدبیر کا مطلب حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ کے الفاظ میں یہ ہے کہ "کوئی عالم اس وقت تک مقام علم میں مکمل نہیں ہوسکتا،جب تک وہ چار آزمائشوں میں نہ ڈالا جائے:

۱۔دشمنوں کا گالی دینا،

۲۔دوستوں کا ملامت کرنا،

۳۔جاہلوں کا طعنہ دینا،

۴۔علماء کا حسد کرنا۔(11)

راقم:

گالیاں دینے والا بہت ہی بُرا شخص ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ " سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ " یعنی کسی مسلمان سے گالی گلوچ کرنا فِسق ہے۔(12)

جھگڑے کے وقت گالی بکنے کی عادت کو منافقت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی کہا گیا ہے۔(13)

لہٰذا گالیاں بکنے والا ایک طرح سے خود کو منافقوں کی لِسٹ میں شامل کرنے کی کوشش کررہا ہوتا ہے۔

----حواشی---

(11)۔طبقات الشاذلیۃ الکبری(المسمی جامع الکرامات العلیۃ فی طبقات السادۃ الشاذلیۃ)ص ۴۲،مؤلفہ ابو علی الحسن بن محمد بن قاسم الکوھن الفاسي المغربی(م ۱۳۴۷ھ)، تحقیق وتحشیہ:محمد علی،ناشر:دار الکتب العلمیۃ،بیروت،۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء

(12)۔ مشکاۃ المصابیح،2 / 190،حدیث : 4814

(13)۔دیکھئے بخاری،1 / 25،حدیث : 34

سلسلۃ الذھب-سلسلہ قطبیت:

حضرت شیخ ابن مشیش علیہ الرحمہ نے اللہ پاک سے یہ دعا مانگی تھی کہ قطب میرے گھر (خاندان شاذلیہ) میں پیدا فرما، اور آپ کی یہ دعا قبول کی گئی ،(14) چنانچہ ہر دور میں قطبیت اس سلسلہ میں موجود رہی ہے۔

حضرت شیخ ابن مشیش علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ قطب کی پندرہ (۱۵) علامات ہیں، اگر کوئی قطبیت کا مدعی ہو، تو ان علامات کو ظاہر کرنا چاہئے۔(15)

اصول خمسہ:

شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ کی تعلیمات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس طریقہ کے مشائخ نے اس کی تعلیمات کے پانچ (۵) بنیادی اصول بیان کئے ہیں، جن کو سلسلہ شاذلیہ کے "اصول خمسہ" کہا جاتا ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ظاہر و باطن دونوں میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا

۲۔ اقوال اور افعال دونوں میں سنت کی اتباع کرنا۔

۳۔ توجہ اور عدم توجہ ہر دو صورت میں مخلوق سے اعراض کرنا۔

۴۔ قلیل اور کثیر ہر دو صورت میں اللہ سے راضی رہنا۔

۵۔ خوشحالی اور تنگی ہر حالت میں اللہ کی طرف رجوع کرنا۔(16)

----حواشی--

(14)۔ طبقات الشاذلیۃ الکبری (المسمی جامع الکرامات العلیۃ فی طبقات السادۃ الشاذلیۃ) ص ۴۰، مؤلفہ ابو علی الحسن بن محمد بن قاسم الکوھن الفاس المغربی (م ۱۳۴۷ھ)، تحقیق و تحشیہ: محمد علی، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء

(15)۔ طبقات الشاذلیۃ الکبری (المسمی جامع الکرامات العلیۃ فی طبقات السادۃ الشاذلیۃ) ص ۲۷، مؤلفہ ابو علی الحسن بن محمد بن قاسم الکوحسن الفاسي المغربي (م ۱۳۴۷/ تحقیق و تحشیہ: محمد علی، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء

(16)۔ الاحسان، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، شمارہ نمبر ا گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد ص ۱۵۲ تا ۱۶۴ مقالہ نگار: ڈاکٹر غلام شمس الرحمن ایسوی ایٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔ بحوالہ اصولۃ الطریقہ شیخ احمد زروق۔

سلسلہ شاذلیہ کی پچیس (۲۵) اہم خصوصیات:

صاحب طبقات الشاذلیہ علامہ الکوہن الفاسی نے عارف ربانی ابو عبد اللہ محمد بن محمد المد غری الحاجی الفاسی کی ایک تالیف لطیف کے حوالے سے سلسلہ شاذلیہ کی پچیس (۲۵) خصوصیات تحریر کی ہیں،

وہ اختصار کے ساتھ درج ذیل ہیں:

۱۔ اکابر شاذلیہ کے اسماء گرامی لوح محفوظ میں موجود ہیں۔

۲۔ اس سلسلہ کا مجذوب بھی حالت صحو میں ہوتا ہے، کبھی مغلوب الحال نہیں ہوتا۔

۳۔ ہر دور میں قطب سلسلہ شاذلیہ ہی سے ہوتے ہیں۔

۴۔ ان کی نسبت سلب سے محفوظ ہوتی ہے۔

۵۔ یہاں مرید کو اسم اعظم کی تلقین کی جاتی ہے، اور یہی اسم ذات بھی ہے، اسی لئے شاذلی کو ذاتی بھی کہا جاتا ہے۔

۶۔ اس کے شیخ تربیت کا فیض کبھی منقطع نہیں ہوتا۔

۷۔ کسی ولی کی ولایت اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کا اختتام طریق شاذلیہ پر نہ ہو۔

۸۔ اس کے باطنی مقامات کی بنیاد اسی توحید خالص پر ہے جس پر صحابہ کا علم باطن مبنی تھا۔

۹۔ یہاں مبتدی بھی سلسلہ میں داخل ہوتے ہی حالت بیداری میں زیارت نبوی ﷺ سے مشرف ہو جاتا ہے، بشرطیکہ صدق نیت اور خلوص کے ساتھ داخل ہو، اور مقامات کی ترقی کے ساتھ اس میں دوام پیدا ہوتا ہے، یہ اس سلسلہ کی بڑی خصوصیت ہے۔

۱۰۔ مشرق و مغرب کے جملہ علماء و اولیاء ہر دور میں اس سلسلہ کے مداح و معترف رہے ہیں۔

۱۱۔ اہل دیوان ہمیشہ شاذلی اکابر میں سے ہوتے ہیں، اس لئے کہ یہ سلب اور سوء خاتمہ سے محفوظ ہیں۔

۱۲۔ مرید اگر اس سلسلہ میں پوری یکسوئی اور صدق و خلوص کے ساتھ داخل ہو، تو بہت جلد اس کا فتح باب ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ یہ طریقہ اجتباء ہے۔

۱۳۔ اس طریق میں ہمت، حال اور قال سب کے ذریعہ تربیت ہوتی ہے۔

۱۴۔ یہ سلسلہ شریعت و حقیقت دونوں کا جامع ہے، اس کا ظاہر اتباع سنت اور باطن انوار ذات کے مشاہدہ سے معمور ہوتا ہے، جمع و تفریق کسی حالت میں یہاں حجاب نہیں ہے، یہاں ہر چیز کو اسی طرح ادا کیا جاتا ہے جو اس کا حق ہے، یہ عارفین کاملین کی شان ہے۔

۱۵۔ اکابر سلسلہ کے علوم و معارف کتاب و سنت سے ماخوذ ہیں۔

۱۶۔ بانی سلسلہ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی علیہ رحمہ خصوصی فیوض ذاتیہ اور صفات ربانیہ کے حامل تھے۔

۱۷۔ اسی لئے آپ کو امام مہدی علیہ السلام کا عکس جمیل کہا جاتا ہے، اس لئے کہ وہ بھی خلیفہ اللہ ہونگے۔

۱۸۔ اس سلسلہ میں کبھی اس درجہ انجذاب اور فنائیت نہیں ہوتی کہ انسان مغلوب الحال ہو جائے اور خلاف شریعت چیزوں کا ارتکاب کرنے لگے، اس لئے کہ یہ چیز عرفان کی کمی اور مشاہدہ کی کمزوری سے پیدا ہوتی ہے، اور یہ سلسلہ اس سے پاک ہے۔

۱۹ ۔ اہل اللہ کے نزدیک سلسلۃ الذہب کا اطلاق صرف طریقہ شاذلیہ پر ہوتا ہے، اس لئے کہ یہ سلسلہ اول سے آخر تک اقطاب کا سلسلہ ہے، غیر قطب یہاں سلسلہ مشیخت پر فائز نہیں ہو سکتا، یہ اس سلسلہ کا بڑا امتیاز ہے۔

۲۰۔ اس سلسلہ کے اکابر اپنی ذات یا ولایت کا اخفا نہیں کرتے۔

۲۱ ۔ یہ غنا باللہ اور فقر الی اللہ کا راستہ ہے۔

۲۲ ۔ اس سلسلہ کے قطب کامل شیخ ابن مشیش علیہ رحمہ تھے، قیامت تک کے مشائخ سلسلہ کو ان کا فیض ملتا رہے گا، ان کا امتیاز یہ ہے کہ یہ عالم روحانیات میں تین اقطاب کے استاذ ہیں: ۱۔ سید ابوالحسن الشاذلی علیہ رحمہ ۲۔ سید ابراہیم الدسوقی علیہ رحمہ ۳۔ اور سید احمد البدوی علیہ رحمہ۔

۲۳ ۔ یہاں شدت و خشکی نہیں ہے، اس سلسلہ کے اکابر اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی دوستوں جیسا معاملہ کرتے ہیں۔

۲۴۔ قضائے حاجت اور دفع بلایا میں اس سلسلہ کے اوراد و اشغال اکسیر کا درجہ رکھتے ہیں، جس سے ہر سلسلہ کے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

۲۵۔ یہاں ہر سالک کے لئے زندہ شیخ ہونا ضروری ہے، گذرے ہوئے اولیاء سے محض روحانی استفادہ تکمیل سلوک کے لئے کافی نہیں ہے یہاں کمال حاصل کرنے کے بعد نسبت اویسیت سے مشرف ہوسکتے ہیں۔(17)

---حواشی---

(17)۔ طبقات الشاذلیۃ الکبری (المسمی جامع الکرامات العلیۃ فی طبقات السادۃ الشاذلیۃ) (ص ۵۴ تا ۵۹)، مؤلفہ ابو علی الحسن بن محمد بن قاسم الکوھن الفاسي المغربي (م ۱۳۴۷ھ) تحقیق و تحشیہ: محمد علی، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء

سلسلہ شاذلیہ کی بنیادی کتابیں:

اشاذلیہ کے یہاں ابتدائی مشائخ اور ان کی کتابوں کا خاص مقام ہے، وہ اس سلسلے میں حکیم ترمذی (م۲۸۵ / ۸۹۸ء) کی "ختم الولایۃ"، ابوطالب مکی (م ۳۸۶ھ / ۹۹۶ء) کی قوت القلوب، امام غزالی (505ھ / 19دسمبر 1111ء) کی احیاء علوم الدین، ابن عطیہ (468ھ / 1075) کی المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، اور قاضی عیاض (544ھ۔14اکتوبر 1149ء) کی "الشفاء فی تعریف حقوق المصطفی" کو خاص اہمیت دیتے ہیں۔

تاہم سلسلہ شاذلیہ کی تعلیمات کا خلاصہ شیخ ابن عطاء اللہ کی کتب میں پایا جاتا ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱-کتاب الحکم، ۲-التنویر فی اسقاط التدبیر، ۳-لطائف المنن، ۴-القسط المجرد فی معرفۃ اسم المفرد، ۵-مفتاح الفلاح ومصباح الارواح۔

ان میں خاص طور پر کتاب الحکم اور لطائف المنن بنیادی اہمیت کی حامل ہے، لطائف المنن حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی اور آپ کے مرید وجانشیں شیخ ابو العباس المرسی کی حیات وافکار پر کے علاوہ شیخ ابن صباح نے "درۃ الاسرار وتحفۃ الابرار" کے نام سے شیخ ابوالحسن شاذلی کے افکار وحالات پر کتاب لکھی ہے، ان کتابوں سے اس سلسلے کے مزاج ومذاق اور بنیادی تعلیمات پر روشنی پڑتی ہے۔(18)

سلسلہ شاذلیہ کا نفوذ وشیوع:

سلسلہ شاذلیہ کو اپنی تعلیمات وخصوصیات کی بنا پر ہر حلقہ میں قبول عام حاصل ہوا، ہر سلسلہ تصوف کے علماء ومشائخ نے اس سے خوشہ چینی کی، مغرب الاقصیٰ سے پروان چڑھنے والا یہ سلسلہ آہستہ آہستہ پورے شمالی افریقہ کا اہم ترین روحانی سلسلہ بن گیا، اس وقت شمالی افریقہ میں پائے جانے والے تمام صوفی سلاسل کسی نہ کسی حوالے سے شاذلیہ کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، مغرب کے مشہور صوفی طرق خصوصاً حنفیہ، جزولیہ، درقاویہ، بوزیدیہ، دفاعیہ، زروقیہ، عسیاویہ، سنوسیہ سلسلہ شاذلیہ کی شاخیں ہیں، عصر حاضر میں اس سلسلہ نے یورپ اور امریکہ میں بسنے والے مسلمانوں اور مستشرقین کو بہت متاثر کیا ہے، بلکہ اس کے فیوض پورے عالم میں پہونچ چکے ہیں۔(19)

-----حواشی---

(18)۔طبقات الشاذلیۃ الکبری (المسمی جامع الکرامات العلیۃ فی طبقات السادۃ الشاذلیۃ) (ص:۱۹ تا۵۹)، مؤلفہ ابو علی الحسن بن محمد بن قاسم الکوھن الفاسی المغربی (م۱۳۴۷ھ) تحقیق وتحشیہ: محمد علی، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء

(19)۔الاحسان، شعبۂ علوم اسلامیہ وعربی، شمارہ نمبر ا گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد ص ۱۵۲ تا ۱۶۴ مقالہ نگار: ڈاکٹر غلام شمس الرحمن ایسوی ایٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔ بحوالہ اصول الطریقہ شیخ احمد زروق۔

حزب البحر:

حضرت امام ابو الحسن شاذلی علیہ رحمہ نے بظاہر زیادہ کتابیں نہیں لکھی تھی۔ کسی نے کتاب نہ لکھنے کی وجہ پوچھی، تو جواب دیا، ''میرے ساتھی ہی میری کتابیں ہیں'' تاہم، اِس کے باوجود اُن کی بعض کتب نے بہت مقبولیت حاصل کی، جن میں حزب الشاذلی، حزب الکبیر، حزب النصر، حزب الشکوری ، حزب اللطف، حزب البر، حزب الفلاح، خاص طور پر ''حزب البحر'' تو تواتر کے ساتھ اہلِ تصوّف اور عوام میں مقبول ہے، امام عبد الوہاب شعرانیؒ سمیت بہت سے علماء اور بزرگوں نے لکھا ہے کہ دعائے حزب البحر آپ کو سفرِ حج کے دوران نبی کریم ﷺ نے خواب میں سِکھائی تھی۔ بزرگانِ دین نے اِس دعا کے بہت سے فوائد کا ذکر کیا ہے، جیسے وسعتِ رزق اور حفاظت وغیرہ۔ حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی مریدین کو ہدایت کرتے کہ ''حزب البحر اپنے بچّوں کو سکھاؤ۔

بے شک، اِس میں اسمِ اعظم ہے۔'' اِس دعا کے پڑھنے کے بہت سے طریقے ہیں، تاہم، یہاں یہ بھی ذہن نشین رہے کہ جعلی صوفیوں اور عاملوں نے اِس وظیفے یا دُعا کے نام پر بہت سے لوگوں کو گم راہ کیا ہے۔ ایک طرف تو وہ اُن کے ایمان سے کھیلتے ہیں، تو دوسری طرف، اُن کی جیب بھی خالی کرتے ہیں، لہٰذا، اِس طرح کے وظائف صرف اُن علماء اور بزرگانِ دین ہی کی ہدایات کے مطابق پڑھنے چاہئیں، جو قرآن وسُنّت کی پیروی میں معروف ہوں۔ چوں کہ شاذلی سلسلے میں عملیات وغیرہ باقی سلاسل کی نسبت زیادہ ہیں، اِس لیے بھی عوام کو محتاط رہنا چاہیے کہ جو شخص خود کو شاذلی سلسلے کا مسند نشین کہلواتا ہے، کیا وہ واقعی اِس سلسلے کی حقیقی تعلیمات کا پابند ہے یا صرف اپنے مفادات کے لیے اِس کا نام استعمال کیا جارہا ہے۔

حزب البحر للإمام الشاذلي

اللّهُمَّ يا عليُّ يا عظيمُ يا حليمُ يا عليمُ * أنت ربي وعلمُكَ حسبي * فنعمَ الربُّ ربي ونعمَ الحسْبُ حَسبي * تنصرُ من تشاء وأنت العزيزُ الرحيمُ * نسألُكَ العِصمةَ في الحركاتِ والسَّكنَاتِ والكلماتِ والإراداتِ والخَطَراتِ من الشكوكِ والظُّنونِ * والأوهام الساترةِ للقلوبِ عن مُطالعةِ الغيوب * فقدِ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ *وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا *فَثَبِّتنا وانصرنا وسَخِّرْ لنا هذا البحرَ كما سخَّرْتَ البحرَ لموسى * وسخَّرْتَ النارَ لإبراهيمَ * وسخَّرْتَ الجبال والحديد لداودَ * وسخَّرت الرِّيحَ والشياطينَ والجنَّ لسليمانَ * وسخِّر لنا كلَّ بحرٍ هو لك في الأرض و السماء والملكِ والملكوتِ * وبحرَ الدنيا وبحرَ الآخرةِ * وسخِّرْ لنا كلَّ شيء يا من بيده ملكوتُ كلِّ شيءٍ

كهيعص *(3) * اُنصرنا فإنك خير الناصرين * وافتح لنا فإنك خيرُ الفاتحين * واغفر لنا فإنك خير * الغافرين * وارحمْنا فإنك خيرُ الراحمين * وارزقنا فإنك خيرُ الرازقين * واهدِنا ونجّنا من القومِ الظالمين * وهبْ لنا ريحاً طيّبةً كما هي في علمك * وانشرها علينا من خزائِنِ رحمتِك * واحْمِلنا بها حمل الكرامةِ مع السلامةِ والعافيةِ في الدين والدنيا والآخرةِ * *إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ* اللهم يسِّر لنا أمورنا مع الراحةِ لقلوبِنَا وأبدانِنا * والسلامةِ والعافيةِ في ديننا ودُنْيانا * وكن لنا صاحباً في سفرِنا * وخليفةً في أهلنا * واطْمِس *على وجُوهِ أعدائِنَا وامسخْهُم على مكانَتِهم فلا يستطيعون المُضِي ولا المجيء إلينا

وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَى أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّى يُبْصِرُونَ * وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَى مَكَانَتِهِمْ فَمَا * اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ *يس *وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ *إِنَّكَ لَمِنْ الْمُرْسَلِينَ *عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ *تَنزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ *لِتُنذِرَ قَوْمًا مَا أُنذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ *لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَى أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ *إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ *وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ *(شاهَت الوجوهُ)(3) * * وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا * طس * حم عسق * مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ * بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ * حم حم حم حم حم حم حم * حُمَّ الأمرُ وجاء النصرُ فعلينا لا يُنصرون *حم * تَنزِيلُ الْكِتَابِ مِنْ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ * غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ *بِسم الله بابُنا * *تَباركَ *حيطانُنا * *يس* سقفُنا * *كهيعص *كِفايتُنا * * حم عسق *حمايتنا

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ *(3) سِترُ العرشِ مسبولٌ علينا * وعينُ اللهِ ناظرةٌ إلينا * بحول الله * لا يقدرُ علينا* *وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ * بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ * فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ * * *فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ * (3) * إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ* (3) *حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ * (3) * (بسم الله الذي لا يضرُّ مع اسمه شيءٌ في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم) (3) (أعوذ بكلمات الله التَّامَّات من شرِّ ما خلق) (3) (ولا حول ولا قوَّة إلا بالله العلي العظيم) (3) * وصلّى الله على سيدنا محمدٍ وآله وصحبه وسلَّم * *سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ * وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ * وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ*

حزب النصر المبارك للإمام الشاذلي

بسم الله الرحمن الرحيم

اللَّهُمَّ بِسَطْوَةِ جَبَرُوتِ قَهْرِكَ وَبِسُرْعَةِ إِغَاثَةِ نَصْرِكَ وَبِغَيْرَتِكَ لِانْتِهَاكِ حُرُمَاتِكَ وَبِحِمَايَتِكَ لِمَنِ احْتَمَى بِآيَاتِكَ، نَسْأَلُكَ يَا اللهُ يَا قَرِيبُ يَا سَمِيعُ يَا مُجِيبُ، يَا سَرِيعُ يَا جَبَّارُ يَا مُنْتَقِمُ يَا قَهَّارُ، يَا شَدِيدَ البَطْشِ، يَا مَنْ لَا يُعْجِزُهُ قَهْرُ الجَبَابِرَةِ، وَلَا يَعْظُمُ عَلَيْهِ هَلَاكُ المُتَمَرِّدَةِ مِنَ المُلُوكِ وَالأَكَاسِرَةِ، أَنْ تَجْعَلَ كَيْدَ مَنْ كَادَنِي فِي نَحْرِهِ وَمَكْرَ مَنْ مَكَرَ بِي عَائِدًا عَلَيْهِ، وَحُفْرَةَ مَنْ حَفَرَ لِي وَاقِعًا فِيهَا، وَمَنْ نَصَبَ لِي شَبَكَةَ الخِدَاعِ اجْعَلْهُ يَا سَيِّدِي مُسَاقًا إِلَيْهَا وَمُصَادًا فِيهَا وَأَسِيرًا لَدَيْهَا. اللَّهُمَّ بِحَقِّ كهيعص اكْفِنَا هَمَّ العِدَا وَلَقِّهِمُ الرَّدَى وَاجْعَلْهُمْ لِكُلِّ حَبِيبٍ فِدَا وَسَلِّطْ عَلَيْهِمْ عَاجِلَ النِّقْمَةِ فِي اليَوْمِ وَالغَدَا. اللَّهُمَّ بَدِّدْ شَمْلَهُم، اللَّهُمَّ فَرِّقْ جَمْعَهُم، اللَّهُمَّ قَلِّلْ عَدَدَهُم، اللَّهُمَّ فُلَّ حَدَّهُم، اللَّهُمَّ اجْعَلِ الدَّائِرَةَ عَلَيْهِم، اللَّهُمَّ أَوْصِلِ العَذَابَ إِلَيْهِم، اللَّهُمَّ أَخْرِجْهُمْ عَنْ دَائِرَةِ الحِلْمِ وَاسْلُبْهُمْ مَدَدَ الإِمْهَالِ وَغُلَّ أَيْدِيَهِمْ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَلَا تُبَلِّغْهُمُ الآمَالَ، اللَّهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ مَزَّقْتَهُ لِأَعْدَائِكَ انْتِصَارًا لِأَنْبِيَائِكَ وَرُسُلِكَ وَأَوْلِيَائِكَ. اللَّهُمَّ انْتَصِرْ لَنَا انْتِصَارَكَ لِأَحْبَابِكَ عَلَى أَعْدَائِكَ (ثلاثاً)، اللَّهُمَّ لَا تُمَكِّنِ الأَعْدَاءَ فِينَا، وَلَا تُسَلِّطْهُمْ عَلَيْنَا بِذُنُوبِنَا (ثلاثاً)، حم حم حم حم حم حم حم حُمَّ الأَمْرُ، وَجَاءَ النَّصْرُ فَعَلَيْنَا لَا يُنْصَرُون، حم عسق حِمَايَتُنَا وَوِقَايَتُنَا مِمَّا نَخَافُ، اللَّهُمَّ قِنَا شَرَّ الأَسْوَاءِ، وَلَا تَجْعَلْنَا مَحَلًّا لِلبَلْوَى، اللَّهُمَّ أَعْطِنَا أَمَلَ الرَّجَاءِ، وَفَوْقَ الأَمَلِ، يَا هُوَ يَا هُوَ يَا هُوَ، يَا مَنْ نَسْأَلُهُ بِفَضْلِهِ لِفَضْلِهِ، نَسْأَلُكَ العَجَلَ العَجَلَ العَجَلَ، إِلَهِي الإِجَابَةَ الإِجَابَةَ الإِجَابَةَ، يَا مَنْ أَجَابَ نُوحًا فِي قَوْمِهِ، يَا مَنْ نَصَرَ إِبْرَاهِيمَ عَلَى أَعْدَائِهِ، يَا مَنْ رَدَّ يُوسُفَ عَلَى يَعْقُوبَ، يَا مَنْ كَشَفَ ضُرَّ أَيُّوب، يَا مَنْ أَجَابَ دَعْوَةَ زَكَرِيَّا، يَا مَنْ قَبِلَ تَسْبِيحَ يُونُسَ بنِ مَتَّى، نَسْأَلُكَ بِأَسْرَارِ أَصْحَابِ هَذِهِ الدَّعَوَاتِ المُسْتَجَابَاتِ: أَنْ تَتَقَبَّلَ مِنَّا مَا بِهِ دَعَوْنَاكَ، وَأَنْ تُعْطِيَنَا مَا سَأَلْنَاكَ، أَنْجِزْ لَنَا وَعْدَكَ الَّذِي وَعَدْتَهُ لِعِبَادِكَ المُؤْمِنِينَ: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِين، انْقَطَعَتْ آمَالُنَا وَعِزَّتِكَ إِلَّا مِنْكَ، وَخَابَ رَجَاؤُنَا وَحَقِّكَ إِلَّا فِيكَ. إِنْ أَبْطَأَتْ غَارَةُ الأَرْحَامِ وَابْتَعَدَتْ فَأَقْرَبُ الشَّيْءِ مِنَّا غَارَةُ اللهِ، يَا غَارَةَ اللهِ جِدِّي السَّيْرَ مُسْرِعَةً فِي حَلِّ عُقْدَتِنَا، يَا غَارَةَ اللهِ حُلِّي عَقْدَ مَا رَبَطُوا وَشَتِّتِي شَمْلَ أَقْوَامٍ بِنَا اخْتَلَطُوا، اللهُ أَكْبَرُ سَيْفُ اللهِ قَاطِعُهُم، وَكُلَّمَا عَلَوْا فِي أَمْرِهِمْ هَبَطُوا، يَا غَارَةَ اللهِ عَدَتِ العَادُونَ وَجَارُوا وَرَجَوْنَا اللهَ مُجِيرًا وَكَفَى بِاللهِ وَلِيًّا وَكَفَى بِاللهِ نَصِيرًا، حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ العَلِيِّ العَظِيمِ، سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي العَالَمِينَ، اسْتَجِبْ لَنَا آمين آمين آمين، فَقُطِعَ دَابِرُ القَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالحَمْدُ للهِ رَبِّ العَالَمِينَ، وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا إِلَى يَوْمِ الدِّين، وَالحَمْدُ للهِ رَبِّ العَالَمِينَ.

ختم شد

((تعارف میاں حضور دامت برکاتہم العالیہ))

اسم گرامی:

ولی کامل شیخ المشائخ حکیم صوفی شیخ طارق احمد شاہ عارف عثمانی حسنی قادری سہروردی چشتی قلندری ابوالعلائی جہانگیری شطاری مداروی شاذلی دامت برکاتہم العالیہ آپ کا نام ہے۔

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت بروز جمعرات، مورخہ 19 محرم الحرام 1380 ہجری بمطابق 14 جولائی 1960ء میں لیاقت آباد نمبر 2 کراچی پاکستان میں ہوئی۔

شجرہ نسب:

آپ کے والد فیض احمد بیگ، ان کے والد احمد بیگ اوران کے والد میاں روشن احمد بیگ تھے۔ آپ کے والد فیض احمد بیگ کا تعلق انڈیا کے شہر بلند محلہ ٹنٹان سے تھا۔ فیض احمد بیگ حضرت تاج الدین ناگوری اولیاء کے مرید خاص میں سے تھے آپ کو روحانی فیض حضرت تاج الدین ناگوری سے تھا آپ نے روحانیت کی منزلیں حضرت بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری سے مکمل کیں اور روحانیت میں ایک بڑا مقام حاصل کیا۔ آپ کبھی بھی اپنے آپ کو لوگوں میں ظاہر نہیں کرتے تھے، آپ نے اپنی ساری زندگی اطاعت الٰہی گزاری اور فقر کو محبوب رکھا۔ جب ہندوستان کی تقسیم ہوئی تو آپ پاکستان کے شہر کراچی میں قیام پذیر ہوئے اور آپ زیادہ تر حضرت عبد اللہ شاہ غازی کے مزار پر جاتے اور وہاں کئی گھنٹوں مراقبے میں رہتے۔

فیض احمد بیگ کو روحانی فیض ایک اور بزرگ سے بھی تھا ان بزرگ کا نام حافظ نابینا تھا۔ حافظ صاحب نے اپنی زیر نگرانی جناب فیض احمد صاحب کو سورۃ قریش کا چلّہ کروایا، حافظ نابینا اپنے وقت کے نامور عامل تھے۔ ان کی شہرت کا یہ عالم تھا کہ گاؤں میں کسی کے اوپر جنات حاضر ہوتے تو اسکے کان میں صرف یہ کہتے کہ حافظ نابینا نے سلام کہا ہے وہ جنات وہاں سے بھاگ جاتے۔

روشن احمد بیگ کے دو بھائی تھے۔ ایک میاں دورھے احمد بیگ اور دوسرے بھائی میاں کڑے احمد بیگ۔ روشن بیگ شہنشاہ امیر کے فوج کے سپہ سالار تھے۔ آپ جنگ میں شہید ہوئے اور آپ کا مزار مبارک فتح پور انڈیا میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔ روشن احمد بیگ کے منجھلے بھائی میاں دورھے احمد بیگ شہنشاہ اکبر کی خاص محفل کے لوگوں میں شامل تھے۔

روشن احمد کے بیگ کے سب سے چھوٹے بھائی میاں کڑے احمد بیگ تھے۔ آپ درویش صفت آدمی تھے آپ نے اپنی زندگی کے 60 سال جنگل میں گزارے اور آپ بزرگی کی اس انتہا پر تھے کہ آپ اپنی وفات کے کئی سال بعد بھی اپنے گھر بنفس نفیس آتے تھے۔ آپ اپنے خاندان کے بہت بڑے صوفی گزرے ہیں۔ آپ پوری زندگی مجرد رہے ہیں۔ آپ نے اپنی ساری زندگی اللہ ورسول کے احکامات میں گزاری تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مقام عطا فرمایا کہ جو شخص اپنی حاجت روائی کے لیے میاں کڑے احمد بیگ رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز دلائے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے۔ آپ کے خاندان میں آپ کی نیاز مٹھائی کے پیڑوں پر دی جاتی ہے۔ آپ نے عمر کے ایک حصے میں آکر یہ بات کی کہ میرے خاندان میں جو مجھ سے مدد مانگے گا میں اس کی ہر بات کی مدد کروں گا آج بھی میاں حضور نے فرمایا ہمیں کوئی بھی مشکل پیش آتی ہے تو ہم اپنے بزرگ کڑے احمد بیگ کی نیاز پیڑوں پر دیتے اور وہ حل ہو جاتی ہے۔

آپ کی وِلادت باسعادت کی بشارت:

میاں حضور کی ولادت سے قبل آپ کے دادا کے پاس ایک بزرگ آئے انھوں نے دادا سے کہا کہ آپ کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا اُس کا نام طارق رکھنا۔ جو بزرگ دادا کے پاس آئے ان کا نام مبارک عبد الصمد تھا۔ اس وقت کے قطب الاقطاب تھے آپ خواجہ خواجگاں خواجہ معین الدین چشتی کے حکم سے دادا کے گھر گئے اور یہ پیغام پہنچایا۔ باباعبد الصمد فیض احمد بیگ کے بہت اچھے دوست تھے جب میاں حضور کی ولادت ہوئی تو آپ کے ماتھے پر بڑا سرخ نشان تھا جس کی وجہ سے دادی اماں آپ کے ماتھے پر پٹی باندھ دیتی تھیں تاکہ کسی کی نظر نہ لگے۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو باباعبد الصمد نے اپنا لعاب دہن مبارک میاں حضور کے منہ میں ڈالا اور طارق نام رکھا اور دعا دی کہ اس سے ایک سلسلہ جاری ہوگا اور دنیا اسکے فیض سے مستفیض ہوگی اور باباعبد الصمد نے وصیت کی کہ اس بچے کو جوگیوں سے دور رکھنا کیونکہ اس بچے کے ماتھے پر جو نشان ہے وہ بہت خاص ہے جوگی اس بچے کی تلاش میں رہتے ہیں اور یہاں وہ ضرور آئیں گے تو تم یہ جگہ چھوڑ دو یا کہیں اور منتقل ہو جاؤ اس کے بعد باباعبد الصمد چلے گئے اور پھر کبھی نہیں آئے۔

میاں حضور کی جوانی کا ایک واقعہ:

میاں حضور جب جوان ہوئے تو خاموش طبیعت کے مالک تھے کوئی دوست نہیں تھا اپنے کام سے کام رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ کچھ اسطرح ہے کہ ہے کہ آپ اپنے کام پر گئے وہاں ایک شخص میاں حضور کے ساتھ کام کرتا تھا اس شخص کو کسی لڑکی سے محبت ہوگئی تھی وہ ایک عامل کے پاس گیا جو عملیات میں اپنے وقت کا بادشاہ تھا، اس کا نام سیتارام تھا اس نے اس شخص سے کہا جو لڑکا تیرے ساتھ کام کرتا ہے جس کا نام طارق ہے تو اس کو میرے پاس لے آ تو میں تیرا کام کر دونگا۔ وہ شخص بڑا حیران ہوا اور میاں حضور کو اپنے ساتھ بغیر کچھ بتائے لے گیا۔ جب میاں حضور اس عامل کے پاس گئے تو اس عامل نے کہا طارق تم آگئے بہت دیر سے کیوں آئے۔ میں تمہیں اپنے وقت کا بہت بڑا بزرگ اور عامل دیکھ رہا ہوں، کچھ عرصہ میاں حضور نے ان کے پاس گذارا وہاں مختلف قسم کے چلے کئے بالخصوص عمل سنکیات پر مکمل عبور حاصل کیا۔

جب بابا سیتارام سے میاں حضور کی آخری ملاقات ہوئی تو بابا سیتا رام نے کہا طارق ہم نے جو کچھ اپنے گروؤں سے سیکھا وہ تجھ کو دیا اور میری عمر 90 سال ہوگئی ہے لیکن عملیات میں تیرے علاوہ کوئی اور کامل شخص میری نظر سے نہیں گزرا۔ اب میری بات ذرا غور سے سن! اب شاید میری تم سے ملاقات نہ ہو یہ کہتے ہوئے بابا سیتارام نے اپنے ہاتھ سے ایک انگوٹھی اتاری اور میاں حضور کی انگلی میں پہنادی اور وصیت کی جب یہ انگوٹھی ٹوٹ جائے تو تم وہاں پر بیعت کر لینا وہی تمہاری اصل منزل ہوگی اسکے بعد سیتارام چلے گئے پھر کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ اس واقعہ سے میاں حضور کی عظمت اور روحانیت میں مقام و مرتبہ کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ غیر مسلم بھی آپ کی روحانیت کا اعتراف کرتے تھے اور انہوں نے جو چیزیں سالہا سال کی محنت کے بعد حاصل کیں میاں حضور کو خود بلوا کر ویسے ہی دے دیں۔ میاں حضور نے 14 سال کی عمر سے اس قدر مشکل اور محنت طلب عملیات سیکھے جن کو میاں حضور کی زبان مبارک سے سن کر آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور بزرگان دین کی مجاہدات و ریاضت کی ایک یاد تازہ ہو جاتی ہے جس سے دل میں ذکر و فکر کا جذبہ بیدار ہو جاتا ہے۔

میاں حضور کا راہ سلوک طے کرنے کے لیے بزرگوں کے پاس جانا:

میاں حضور جس بزرگ کے پاس جاتے تو ان کے معاملات سلب ہو جاتے تو وہ بزرگ میاں حضور سے عرض کرتے تمہاری منزل کوئی اور ہے تقریباً ایک سال تک میاں حضور اپنی منزل کی تلاش میں رہے۔

میاں حضور کی دادا میاں خواجہ منظور حسین سے ملاقات:

کافی کوششوں کے بعد ایک دن میاں حضور کو اپنی منزل مل گئی۔ یہ واقعہ 1979 میں پیش آیا۔ میاں حضور اس وقت کورنگی میں رہتے تھے کسی نے میاں حضور سے عرض کی کہ انڈیا کے شہر میوات سے ایک بزرگ آئے ہیں جن کا تعلق مداریہ شطاریہ خاندان سے ہے وہ بہت نیک اور کم گو ہیں چلوان کی زیارت کرتے ہیں میاں حضور نے ان کو منع کیا اور گھر جا کر سو گئے خواب میں دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگ میاں حضور کو اپنے پاس بُلا رہے ہیں میاں حضور نے فوراً اُس شخص کو تلاش کیا اسکے بعد دادا میاں حضرت خواجہ منظور حسین شاہ رحمۃ اللہ کے پاس گئے تو جب ان کے پاس پہنچے اور اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تو انگلی میں انگوٹھی نظر نہیں آئی۔ میاں حضور وہاں پہنچ کر بہت پریشان ہوئے اور انگوٹھی ڈھونڈنے لگے۔ تو دادا میاں حضرت خواجہ منظور حسین شاہ نے فرمایا آپ کا کچھ گُم ہو گیا ہے کیا؟ تو میاں حضور نے کہا جی ہاں میری انگوٹھی گُم ہو گئی ہے تو دادا میاں نے فرمایا تمہاری انگوٹھی میرے پاس ہے اور دو حصوں میں ٹوٹ گئی ہے میاں حضور نے جب انکے ہاتھ کی طرف دیکھا تو واقعی انگوٹھی ان کے ہاتھ میں موجود تھی اور ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو چکی تھی آپ نے وہیں سر جھکا لیا اور کہا یہی میری منزل ہے۔

میاں حضور کا خواجہ منظور حسین سے طلب بیعت کرنا:

میاں حضور نے سید منظور حسین شاہ صاحب سے عرض کی مجھے اپنا مرید کر لیں تو دادا میاں نے فرمایا ہم ایسے مرید نہیں کرتے پہلے جاؤ چالیس (40) دن تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھو اسکے بعد میرے پاس آنا۔ میاں حضور وہاں سے روانہ ہوئے تا کہ حکم کی تعمیل کر کے پھر بیعت کے لیے واپس آئیں۔

خواجہ منظور حسین کا میاں حضور سے بیعت سے قبل چلے کروانا:

سورہ مزمل کا چلہ:

جب 40 دن بعد آئے تو کہا: میاں اب بیعت کر لیں تو (سید منظور حسین شاہ صاحب نے) کہا اتنی جلدی کیا ہے ہم تمھارے لئے ہی یہاں آئے ہیں۔ پہلے سورۃ مزمل 360 بار روزانہ 40 دن تک پڑھو اس کے بعد آنا پھر میاں حضور 40 دن بعد آئے۔

سورہ اخلاص کا چلہ:

پھر دادا میاں نے فرمایا جاؤ سورۃ اخلاص 14000 بار روزانہ 40 دن تک پڑھو اسکے بعد آنا۔ جب آپ (شاہ عارف طارق احمد قادری) نے آپ کے فرمان پر لبیک کہتے ہوئے مذکورہ تمام وظائف کر لیے تو دادا میاں خواجہ منظور حسین شاہ نے میاں حضور کو 1979 میں مرید کیا اور خلافت و اجازت عطا کی اور سلوک کی منزلیں طے کروائیں۔

بیعت کے بعد اجازت و خلافت:

خواجہ منظور حسین علیہ الرحمہ نے میاں حضور کو مداریہ خاندان کی خلافت و اجازت عطا کی اور مداریہ خاندان کے تمام ذکر و اذکار اور اشغال عطا کیے اور مداریہ خاندان کی خاص منازل کی تعلیم فرمائی ۔ میاں حضور نے دادا میاں خواجہ منظور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس صرف کچھ خاص وقت گزارا۔ جب دادا میاں حضور خواجہ منظور حسین شاہ کا بھارت جانا ہوا تو آپ میاں حضور کو حضرت عرفان علی شاہ کے حوالے کر کے گئے اور کہا میاں عرفان اس کا ایسے خیال رکھنا ہے جیسے ہم نے تمہارا رکھا۔ خواجہ عرفان علی شاہ خواجہ منظور علی شاہ صاحب کے مرید خاص خلیفہ اور بچپن کے دوست بھی تھے۔ جب دادا میاں نے میاں حضور کو عرفان علی شاہ صاحب کے حوالے کیا تو باقی تعلیم و تربیت پیر عرفان علی شاہ نے کی اور عرفان علی شاہ نے بھی میاں حضور کو اپنے خاندان کی خلافت و اجازت دی اور مداریہ خاندان کے ذکر و اذکار تعلیم کئے اور شجرے کا علم عطا کیا۔

عرفان علی شاہ صاحب کا خاندانی شجرہ:

عرفان علی شاہ کے والد میر مظفر حسین شاہ اور ان کے والد حضرت شاہ لطف اللہ اور انکے والد شاہ فضل گنج مراد آبادی تھے۔

عرفان علی شاہ صاحب کے اوراد و وظائف:

عرفان علی شاہ صاحب 14 سال تک میاں میر کے روضہ مبارک پر ریاضت کی آپ سورۃ اخلاص کے بہت بڑے عامل اور بزرگ تھے آپ کا معمول تھا کہ آپ 14 ہزار بار سورۃ اخلاص پڑھتے آپ کا یہ معمول تقریباً 40 سال رہا۔ میاں حضور کو سورہ اخلاص کی اجازت پیر عرفان علی شاہ نے دی۔ پیر عرفان علی شاہ صاحب میاں حضور سے بہت محبت کرتے تھے اور آپ میاں حضور پر بہت شفقت فرماتے تھے آپ نے میاں حضور کی تربیت مکمل کی۔

میاں حضور وہ بزرگ ہستی ہیں جن کی تربیت اور بیعت طلب پہلے ہوئی پھر بیعت ارادت ہوئی۔ ایسے بہت کم بزرگ گزرے ہیں جن کی بیعت طلب پہلے ہوئی ہو اور بیعت ارادت بعد میں ہوئی ہو۔

صوفی خواجہ عرفان علی شاہ شطاری مداروی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد حضور خواجہ سید عثمان علی شاہ حسنی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات:

صوفی خواجہ عرفان علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ جن کا مزار مبارک فیصل آباد میں ہے، جب انکا انتقال ہو گیا تو میاں حضور بے قرار ہو گئے کہ کسی مردِ قلندر کے پاس پہنچ کر مزید صحبت حاصل کروں۔

کچھ عرصہ بعد سن 1981ء میں میاں حضور کی حضرت خواجہ عثمان علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ جو خاندان قادریہ سہروردیہ چشتیہ کے بزرگ تھے ان سے ملاقات ہوئی۔

ملاقات کا واقعہ کچھ یوں پیش آیا، ایک دن میاں حضور (شیخ طارق احمد قادری) اپنے ہجرے میں ذکر میں مشغول تھے آپ کے سسر نے دروازے پر دستک دی اور کہا میاں کب تک ہجرے میں بند رہو گے چلو تمہاری ملاقات ایک بزرگ سے کرواتا ہوں۔

اس پر میاں حضور نے فرمایا۔ اب مجھے کسی سے نہیں ملنا یہ کہہ کر میاں حضور دوبارہ اپنے ھجرے میں تشریف لے گئے۔ اس رات آپ نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ اُن کو کچھ عطا کر رہے ہیں اور اپنے سسر کو بھی دیکھا۔ اس کے دوسرے دن میاں حضور نے اپنے سسر سے کہا تم کسی بزرگ کی بات کر رہے تھے تو سسر نے کہا اب رہنے دو میں نہیں جا رہا۔

میاں حضور کی دادا میاں حضور خواجہ عثمان علی شاہ حسنی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت:

میاں حضور نے کہا چلو میں بھی ان کی زیارت کرنا چاہتا ہوں تو سسر نے کہا کل تو تم نے منع کر دیا تھا آج تم کو کیا ہو گیا سب خیریت ہے! میاں حضور نے فرمایا سب خیریت ہے بس تم چلو سسر راضی ہو گئے۔ اور میاں حضور کو ان بزرگ کے پاس لے گئے۔ جب میاں حضور وہاں پہنچے تو حیران رہ گئے یہ تو وہی جگہ ہے جو میں نے خواب میں کل رات دیکھی تھی، شوقِ زیارت اور بڑھنے لگا، انتظار کے لمحے صدیوں کی طرح گذرنے لگے۔ دوپہر کا وقت تھا میاں حضور ان بزرگ کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں اپنے دروازے پر ایک بزرگ بیٹھے ہیں جیسے کسی کے آنے کا انتظار کر رہے ہوں۔ ان بزرگ نے میاں حضور کو دیکھتے ہی کہا میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا یہ بتاؤ میاں طارق باوضو ہو۔ آپ نے کہا جی ہاں میں ہمیشہ وضو سے رہتا ہوں۔ اس پر دادا میاں مسکرائے اور

فرمایا کہ میں وہی ہوں جس کو کل رات تم نے خواب میں دیکھا ہے۔ اب تمہارا حصہ یہاں ہے دادا عثمان میاں حسنی رحمتہ اللہ علیہ نے دو چائے کی پیالی پہلے ہی سے تیار کی ہوئی تھی ایک پیالی سے آدھی چائے نوش فرما کر میاں حضور کو عطاء فرمائی اور داخل سلسلہ بیعت کیا،

میاں حضور کو حضرت خواجہ عثمان علی شاہ حسنی رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت وخلافت:

وہاں دادا میاں عثمان علی شاہ نے میاں حضور کو بیعت کر کے فرمایا کہ ہم نے تم سے بیعت ارادت لی ہے جو تمہاری پہلے بیعت تھی وہ بیعت طلب تھی۔ ہمارا سلسلہ قادری، سہروردی، چشتی قلندری ہے لیکن ہمیں نسبت ابو العلائی ملی ہے۔ اس وقت آپ اب چلے جائیں ہمارے یہاں چاند کی 17 کو محفل ہوتی ہے اس میں ضرور آنا۔ اس طرح میاں حضور دادا میاں سے بیعت کر کے چلے گئے۔

بیعت کے بعد میاں حضور اپنے مرشد کریم کے حکم پر چاند کی 17 تاریخ کو گئے جس وقت دادا میاں کے ہاں چاند کی 17 کی محفل جاری وساری تھی۔ اس وقت میاں حضور کے مالی حالات کچھ بہتر نہ تھے لیکن مرشد کریم کے حکم پر لبیک کہتے ہو نیو کراچی سے ملیر تک سفر پیدل طے کر کے محفل میں شریک ہوئے۔ یہاں میں میاں حضور کے مریدین کو توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ مرید ہو تو ایسا کہ اپنے مرشد و مربی کے حکم کے سامنے اپنی مرضی ختم کر کے، محنت ومشقت برداشت کر کے ان کی توجہ حاصل کی۔ کہاں وہ میاں حضور کا دور تھا جس میں آمد ورفت کے ذرائع اتنے زیادہ نہ تھے اور کہاں آج ہمارا جدید دور ہے جس میں ایک سے ایک سہولت موجود ہے۔ گھنٹوں کا سفر منٹوں میں طے ہوتا ہے ان تمام تر سہولتوں کے باوجود میں بھی اگر ہم مرکزی خانقاہ طارق جہانگیری انٹرنیشنل کراچی پاکستان ہفتہ وار یا ماہانہ محفل میں شریک ہو کر میاں حضور کی صحبت سے فیض یاب نہیں ہو سکتے تو یہ ہماری قسمت کی محرومی کہلائے گی۔ شہر کراچی میں رہنے والے مریدین سے یہی عرض ہے باقی دیگر مقامات پر بھی موجود مریدین کے لیے اکثر اوقات پر لائیو نشر کیا جاتا ہے۔ بلکہ میاں حضور کی نظر عنایت سے اب دنیا بھر کے لوگوں تک بھی میاں حضور کا فیض عام Ruhani jawahir یوٹیوب چینل کرنے کے لیے مرکزی خانقاہ کی طرف ایک ویب سائٹ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس میں آپ کے بیانات اور تحریری مواد آسانی سے مل رہے ہیں۔

www. hakeemtariqshazli.com

بس رب کریم سے دعا ہے کہ ہمیں میاں حضور کا مرید صادق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس مختصر سی دعوت فکر کے بعد دوبارہ ہم اس بات کی طرف آتے ہیں کہ میاں حضور جب اپنے مرشد کریم کی 17 کی محفل میں شریک ہوئے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے بزرگوں سے لی ہوئی تمام تمام اجازات وخلافت سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ اب جاؤ اور جو پہلے کام تم کرتے تھے وہی کرو اس وقت

میاں حضور ذکر حیرت میں مشغول تھے وہ ذکر میاں حضور نے مکمل کر کے فرمایا حضرت میرے لیے آگے کیا حکم ہے؟ اس پر دادامیاں نے ایک پیر بھائی جن کا سلیمان تھا ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ان کو عملیات کا بہت شوق ہے ان کو کوئی عمل کراؤ۔

میاں حضور کو اجازت و خلافت ملنے کے ساتھ ہی ہم عصر پیر بھائیوں کی تربیت کے معمور کرنا:

گویا کہ دادامیاں نے اجازت و خلافت دینے کے ساتھ ہی آپ کو دیگر مریدین کی تربیت کے لیے منتخب کر لیا میاں حضور نے اپنے مرشد کریم کی اجازت سے اپنے پیر بھائی سلیمان صاحب کو سورہ اخلاص کا عمل صرف 21 دن میں کروا کر میاں حضور کے سامنے پیش کیا تو دادامیاں نے فرمایا کہ ہم نے عمل کروانے کا کہا تھا اور تم نے تو صرف 3 ہفتوں میں عمل کی تکمیل بھی کروادی۔

ایک اہم نصیحت:

داداامیاں نے سلیمان صاحب کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس عمل کا کبھی غلط استعمال نہ کرنا، اپنے سلسلے کے لیے استعمال کرنا۔ داداامیاں کی یہ نصیحت صرف ان کے لیے نہیں تھی بلکہ اس نصیحت کو ہم بھی حرز جاں بنالیں کہ جیسا کہ اکثر اوقات میاں حضور اس نصیحت کو دہراتے بھی رہتے ہیں ، ہمارا ذکر و اذکار، ہمارے چلےّ، ہماری عبادت و ریاضت، دینی، سماجی فلاحی کام اپنے مفاد کے لیے نہیں بلکہ رضائے الہی، خدمت خلق اور سلسلے کی ترویج و اشاعت کے لیے ہونے چاہیے۔ اگر ہم اس نصحت پر عمل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو دونوں جہانوں کی کامیابی ہمارا مقدر بنے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔؛ آمین

ماہانہ چاند کی 17 کی محفل کی خصوصی نسبت سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ سے:

داداامیاں کو میاں حضور سے ایک خاص محبت تھی اس کی وجہ تھی کہ داداامیاں فرمایا کرتے تھے کہ طارق پر سب سے زیادہ نظر اور توجہ سرکار غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی کی رہتی ہے یہاں تک کہ ایک مرتبہ داداامیاں نے پوچھا کہ طارق تم کس کی نیاز کرتے ہو؟ اس پر میاں حضور نے عرض کی کہ میں حضرت شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کی 17 تاریخ کرتا ہوں، اس پر داداامیاں نے ارشاد فرمایا آج سے تم غوث پاک کی 17 تاریخ کرنا میں تم کو اس کی اجازت دیتا ہوں یہ 1982ع کی بات ہے۔ میاں حضور فرماتے ہیں اس وقت سے لیکر آج تک میں مسلسل 17 تاریخ سرکار غوث پاک کی کرتا ہوں۔

میاں حضور کا چہل کاف کا عمل:

جب میاں حضور کو 17 تاریخ عطا ہوئی تو دادا میاں نے فرمایا کہ اب تم چہل کاف کا عمل شروع کرو اسی وقت میاں حضور نے چہل کاف کا عمل شروع کیا۔اس عمل کے دوران میاں حضور کو بے شمار مشاہدات ہوئے جن کا ذکر بعد میں کبھی کیا جائے گا۔

کورنگی میں میاں حضور کے (الانعم یونانی) دواخانے کا آغاز:

میاں حضور کی دادا عثمان میاں حسنی رحمتہ اللہ علیہ سے ظاہر املاقات بہت کم رہی ہے، جب دادا میاں حکم فرماتے میاں حضور چلے جاتے اس طرح بس کچھ وقت کے لیے سلسلے کے ذکر واذکار کی باتیں ہوتیں۔اس کے کچھ عرصہ بعد دادا میاں نے میاں حضور کو فرمایا اب صرف میرے پاس جمعہ کے دن آیا کرو اس کے علاوہ کسی اور دن نہیں۔میاں حضور اپنے مرشد کریم کے حکم کے مطابق صرف جمعہ کے دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔اس طرح سے کچھ دن سلسلہ چلتا رہا۔ایک دن دادا عثمان میاں حسنی رحمتہ اللہ علیہ نے میاں حضور سے پوچھا تم حکمت جانتے ہو؟ عرض کی جی ہاں، دادا میاں نے فرمایا کہ تو پھر تم دواخانہ کیوں نہیں کر لیتے جاؤ آج سے تم دواخانہ کرو اور لوگوں کی خدمت کرو اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ نفع دو یہ بات تقریباً 1985ع کی ہے۔اس طرح سے میاں حضور نے دواخانے کی بنیاد رکھی اور اور دواخانے کا نام (الانعم یونانی دواخانہ) رکھا۔

کورنگی سے نیو کراچی دواخانہ منتقل کرنے کا حکم:

میاں حضور نے جس وقت کورنگی میں دواخانے کا آغاز کیا تو اس وقت آپ کی رہائش بھی کورنگی ہی میں تھی۔انتہائی قلیل عرصے میں دواخانے کا شہرہ آس پاس کے علاقوں میں بھی ہونے لگا اور لوگ جوق در آنے لگے اور کورنگی دواخانے پر عوام کا ہجوم رہنے لگا۔انہیں دنوں کی بات ہے کہ ایک دن میاں حضور دادا میاں کو ملنے ملیر گئے تو حال احوال دریافت کیے اور پوچھنے لگے کہ آج کل کیا مصروفیت چل رہی ہے؟ میاں حضور نے عرض کی کہ آپ کے حکم سے دواخانے کا آغاز کیا ہے تو اب تو وہاں سے فرصت ہی بہت کم ملتی ہے، خلق خدا کی خدمت میں مصروف ہوں۔اس پر دادا میاں نے فرمایا کہ تم کورنگی کیا کر رہے ہو؟ جاؤ بس اب تمہیں نیو کراچی جانا ہے۔اپنا سامان اٹھاؤ اور نارتھ کراچی میں قیام کرو۔میاں حضور بحکم دادا میاں نارتھ کراچی میں تشریف لے آئے۔کورنگی میں دواخانہ بند کر کے اپنے مرشد کریم کے حکم پر سب کچھ ختم کر کے نارتھ کراچی میں داواخانہ شروع کیا جہاں ابھی تک خلق خدا کی خدمت میں مصروف ہیں۔جس وقت میاں حضور نے دواخانے کا آغاز نارتھ کراچی میں کیا تھا اس وقت میں جنگل تھا، آبادی بہت کم تھی، میاں حضور فرماتے ہیں کہ اچانک سے چلتا دواخانہ بند کر کے بالکل ویران سی جگہ میں دواخانہ کھولنے میں کچھ عرصہ تک مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کہ اس وقت

موبائل کا سسٹم تھا ہی نہیں کہ وہاں کے مریض یہاں بلوا لیتے لیکن چونکہ مرشد کریم کا حکم تھا اس لیے بلا تامل حکم پر عمل کیا۔ اپنے مرشد کے حکم پر اپنی مرضی قربان کرنے کا میاں حضور کو یہ ثمر ملا کہ آج وہاں نیو کراچی میں اپنے مطب کے ذریعے خلق خدا کی حاجت روائی فرما رہے ہیں اور وہاں سے اپنے خلفاء و مریدین کو راہ سلوک کی پیچیدہ منازل طے کروا رہے ہیں اور لوگ کراچی تو کیا پاکستان بلکہ بیرون ملک سے بھی اپنے روحانی و جسمانی مسائل کے حل کے لیے میاں حضور کی طرف رجوع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ میاں حضور نے سلسلے کا کام ماشاء اللہ 1979ع میں شروع کیا جو ابھی تک جاری و ساری ہے۔ میاں حضور نے سلسلے کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے۔

اس واقعہ سے مریدین کے لیے انمول درس:

یاد رکھیں کہ بزرگوں کے واقعات کو صرف سننے کی حد تک نہ رکھا جائے بلکہ اس ملنے والے درس کو حاصل کر کے اس پر عمل بھی کیا جائے۔ میاں حضور کے مذکورہ دواخانے کی منتقلی والے واقعہ سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ اگر ہمارا پیر ہمیں کسی چیز کا حکم دے تو مرید صادق کا کام ہی یہی ہے کہ اپنے ارادے کو ختم کرے اور اسباب سے نظر ہٹاتے ہوئے اپنے پیر کے حکم پر عمل کریگا تو اس کو اس اپنے گمان سے بھی بڑھ کر فوائد و ثمرات حاصل ہوں گے جیسا کہ میاں حضور نے اپنے مرشد کریم کے حکم پر عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خاک پائے کے برکت سے ہمیں میاں حضور کے نقش قدم وی ہوئی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حقیقت یہی ہے کہ جو دنیا کو ترک کرتا ہے تو دنیا اس کے آگے ذلیل ہو کر آتی اور جو دنیا کے پیچھے لگتا ہے وہ دنیا کے سامنے ذلیل ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ عثمان علی شاہ کے معمولات و وظائف:

مرشد پاک خواجہ صوفی حکیم طارق احمد قادری فرماتے ہیں کہ خواجہ صوفی سید عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلا چلّہ بسم اللہ شریف کا کیا۔ دوسرا چلّہ سورۃ الاخلاص کا کیا۔ اور تیسرا چلّہ چہل کاف شریف کا کیا۔ اور یہ تینوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آخر وقت تک اپنے معمولات میں رکھے۔ اسکے علاوہ مولیٰ حسین کی چوکی، ناد علی شریف کے بھی عامل تھے۔ آپ اپنے مریدوں کو سلسلہ کے اوراد و وظائف تعلیم فرماتے اور ان پر استقامت کی تعلیم فرماتے۔ اور جو چلّے آپ نے کئے انہیں میں سے جسے چاہتے چلّہ تعلیم فرماتے۔ دادا عثمان میاں رحمۃ اللہ علیہ کا زیادہ تر شُغل اذکار پر رہا اور کثرت سے ذکر اذکار کیا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ عثمان علی شاہ کی تعلیمات:

مصائب پر استقامت:

آپ زیادہ تر تعلیم استقامت کی ہی فرمایا کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پریشانیوں اور مصیبت کے بارے میں فرماتے کہ سلوک کے راستے میں جو مصائب آتے ہیں انہیں برداشت کرو۔ کیونکہ مصائب سے نکلنے کے بعد نجات تو مل جاتی ہے لیکن اسکی برداشت سے ترقی ہوتی ہے۔ لہٰذا اِن مصائب سے نکلنے کی کوشش نہ کرو۔ اور فرماتے کہ مصائب ٹالنے سے عارضی نجات تو ہو جاتی ہے پر مصائب پھر واپس آجاتے ہیں۔ لہٰذا ان مصائب سے گزرو تاکہ آگے مشکلات میں کمی آتی رہے۔

فقر و یقین:

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ ہر انسان کی تقدیر اُسکی پیشانی پہ لکھی ہوتی ہے اور مہر کی طرح ہوتی ہے اور مہر دکھتی تو الٹی ہے پر جب کاغذ پر لگتی ہے تو سیدھی پڑھی جاتی ہے۔ تو سجدہ کر تو تیری تقدیر سیدھی ہو جائے گی۔ اور تقدیر سجدے ہی سے سیدھی ہوتی ہے۔ اور آپ فرماتے کہ خدا تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ ایسا ہونا چاہیے کہ چاہے بندے کی جیب میں کوئی پائی پیسہ نہ ہو پھر بھی بندہ یہ یقین کرے کہ میرا رب میرا اور پوری کائنات کا مالک ہے تو پوری کائنات میری ہے کیونکہ میرے رب نے پوری کائنات میرے لئے بنائی ہے، تو اس لئے پوری میری ہے۔ اور میں اپنے رب کے لئے ہوں۔ تو مجھے کائنات کے آگے جھکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنے رب کریم کے آگے جھکنے کی ضرورت ہے تو جب میں رب کریم کے آگے جھکوں گا تو کائنات میرے آگے جھک جائے گی۔ کیونکہ ہر اسفل کو اعلیٰ کے سجدے کا حکم ہے۔ تو مجھ سے اعلیٰ تو میرا ربّ ہے تو اُس ہی کو سجدے کی ضرورت اُس ہی کو سجدی کرنا ہے تو جب میں اُس کو سجدہ کرونگا تو مُظاہرِ حق ہو جاؤں گا۔ جو مظاھر حق ہو جاتا ہے تو کائنات اس کے لئے مسخر کر دی جاتی ہے۔

اوصاف حمیدہ کے لیے کوشش کرنا:

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ ایک بند کمرے میں اندھیرا ہوتا ہے پر اُس کمرے میں چھوٹی چھوٹی جھریاں ہوتی ہیں تو جب سورج نکلتا ہے تو اُن جھریوں سے روشنی اندر آتی اور کمرہ روشن ہو جاتا ہے اور اندھیرا دور ہو جاتا ہے تو تم بھی اپنی ذات میں چھوٹی چھوٹی خوبیاں پیدا کرلو تاکہ جب ان سے روشنی آئے تو تمہارے اندر کا اندھیرا دور ہو جائے گا اور تم روشن ہو جاؤ گے۔ تو اپنی کسی بڑی خوبی کے اندر نہ رہو چھوٹی چھوٹی خوبیاں اپنے اندر پیدا کرتے جاؤ۔

مرشد سے لگاؤ اور رُجحان:

آپ ادب تمام بزرگوں کا کرتے مگر آپ صرف اپنے پیر سے ہی خاص محبت و لگاؤ رکھتے تھے۔ مرشد پاک خواجہ طارق احمد قادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ اپنے سے زیادہ محبت کی وجہ سے آپ دیگر خانقاہوں اور مزارات پر بہت کم جایا کرتے تھے۔

حضور خواجہ عثمان علی شاہ حسنی رحمتہ اللہ علیہ کی بزرگوں سے ملاقات و اوراد و وظائف کی اجازتیں:

جس وقت آپ رحمتہ اللہ علیہ کو خلافت و اجازت ہوئی اُس وقت شاہ عنایت حسین رحمتہ اللہ علیہ حیات تھے، تو آپ اُن کے پاس بھی گئے تو اپنے پیر و مرشد خواجہ حسن میاں رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ گئے۔ ایک بار جب حضرت عثمان میاں رحمتہ اللہ علیہ حضرت حسن میاں رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ حیدر آباد دکن گئے، حاضری کے لئے جب دکن گئے تو حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ جو کہ وہاں کے سجادہ نشین تھے انہوں نے حضرت حسن میاں کو دعوت دی تھی۔ تو انہی کے ایک معتقد تھے مولانا عبد القدیر نام تھا ان کا، اور یہ دکن میں جو اسلامیہ یونیورسٹی ہے اُس کے وائس چانسلر تھے۔ اور وہ دادا حسن میاں سے بہت متاثر ہوئے اور حضرت عثمان میاں سے اُن کی بہت اچھی دوستی ہو گئی، تو انہوں نے دادا حسن میاں سے اجازت لے کر عثمان میاں رحمتہ اللہ علیہ کو حزب البحر کا چلّہ کروایا تھا اُس ہی درسگاہ گیسو دراز بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ میں اور وہ چلّہ تین دن میں کروایا تھا۔ اور آپ کو حزب البحر کے علاوہ اپنے خاندان کے اوراد و ظائف کی بھی اجازت دی تھی۔

آپ علیہ الرحمہ کی خواجہ حسن نظامی سے ملاقات:

عثمان میاں رحمتہ اللہ علیہ کچھ عرصے دھلی میں بھی رہے تو وہاں آپ کی ملاقات خواجہ حسن نظامی رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی اور حسن نظامی آپ سے ملاقات کے بعد بہت ہی متاثر ہوئے اور آپس میں بڑی محبت ہو گئی۔ تو وہ عثمان میاں کو اپنے گھر قیام کے لئے لے کر گئے تو میاں حضور اُن کے ساتھ وہاں چلے گئے۔ پھر حسن نظامی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے گھر ہی میں 3 دن کا چلّہ کروایا حزب البحر کا اور دعائے خاص کی بھی اجازت دی اور ہندوستان میں دعائے خاص کی اجازت خواجہ حسن نظامی رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعے آئی ہے اور آپ نے عثمان میاں کو دعائے خاص کے پورے طریقے تعلیم کئے۔

آپ علیہ الرحمہ کی شاہ جمال کمبل پوش سے ملاقات:

آپ کی ملاقات دھلی میں شاہ جمال کمبل پوش رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ہوئی جو کہ شیخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب مدفون ہیں۔ شاہ جمال کمبل پوش اور خواجہ حسن نظامی کی بڑی مقدمہ بازی ہوئی۔ شاہ جمال کمبل پوش بھی ہندوستان میں حزب البحر کے بڑے عامل تھے تو شاہ جمال کمبل پوش رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان میاں کو حزب البحر اور اورادِ نظامیہ کی بھی اجازت دی۔ اور کمبل کی بھی اجازت دی تھی کہ اگر آپ چاہیں تو آپ اپنے اوپر کمبل بھی ڈال سکتے ہیں۔ یعنی کمبل پوش بھی ہوسکتے ہیں۔ اور آپ ہی نے عثمان میاں رحمۃ اللہ علیہ کو سورۃ مزمل شریف کی بھی اجازت دی تھی۔

آپ علیہ الرحمہ کی دھلی سے واپسی:

مرشد پاک فرماتے ہیں کہ یہ تمام واقعات عثمان میاں رحمۃ اللہ علیہ نے سُنا کر مجھے بھی یہ تمام اجازتین عطا فرمائی ہیں اور فرمایا کہ عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دھلی میں بہت سارے بزرگوں سے ملاقات رہی ہے۔ اس کے بعد آپ پاکستان تشریف لے آئے۔

اور آکر آپ نے جٹ لائن میں قیام فرمایا۔ اُس وقت آپ کی عمر شریف 27 سال کی تھی۔ مرشد پاک طارق احمد قادری فرماتے ہیں کہ آپ حضرت عثمان میاں فرماتے کہ جب سے حسن میاں رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے شجرہ اور وظائف تعلیم فرمائے اور دیئے ہیں میں نے کبھی انہیں ترک نہیں کیا اور آج تک میرے معمولات میں شامل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دادا حسن میاں رحمۃ اللہ علیہ کے دیئے ہوئے وظائف پر ہمیشہ قائم و پابند رہے۔

عثمان میاں سے ان کے پیر و مرشد کی محبت و شفقت:

خواجہ صوفی طارق احمد شاہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن میاں عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے بہت محبت کیا کرتے تھے یہاں تک کہ جو مرید حسن میاں رحمۃ اللہ علیہ کے پاکستان خصوصاً کراچی میں ہوتے اُن کے بارے میں عثمان میاں کو فرماتے کہ اُن کی تربیت آپ کرو۔ اور جس جس کی آپ تربیت کرتے جاؤ اُس کا نام میرے پاس بھیجتے جاؤ۔ تو آپ نے اپنے 7 یا 8 پیر بھائیوں کی تربیت کی اور پھر آپ نے حسن میاں کے توسط سے ان پیر بھائیوں کو اجازت و خلافت سے بھی نوازا اور پھر عثمان میاں نے فرمایا کہ جو کچھ مجھے میرے پیر نے بتایا میں نے اپنے پیر بھائیوں سے کبھی نہیں چھپایا۔ (آپ کے خاص الخاص اوراد آپ سورہ اخلاص اسماء کے ساتھ اور چھل کاف پر آپکی خصوصی ریاضت و توجہ رہی۔

آپ علیہ الرحمہ مرشد کی اجازت کے بغیر کچھ نہ کرنا:

حضرت عثمان میاں مزید فرماتے تھے کہ جو چلّہ مجھے خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ نے کروایا تھا وہ میں اپنے مرشد کی اجازت سے ایک بار پڑھتا ہوں اور آپ کو جن بزرگوں نے اوراد و وظائف یا چلّے کروائے ان سب کی اجازت آپ نے اپنے پیر حسن میاں سے لی اور پڑھا۔ اور آپ فرماتے تھے کہ جو بھی اوراد و وظائف دیگر بزرگوں سے ملے وہ بھی میں نے اپنے پیر کی اجازت سے پڑھے۔

طارق احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی کی مرشد پاک سے آخری ملاقات:

حضرت خواجہ صوفی طارق احمد قادری فرماتے ہیں کہ آخری ایّام میں میری ملاقات عثمان میاں سے تقریباً 40 منٹ کے قریب ہوئی تو آپ نے مجھے فرمایا کہ جو کچھ راز میرے پاس تھے اور جو کچھ مجھے میرے پیر سے ملا تھا میں نے وہ سب تمہیں تفویض کر دیا ہے۔ اب میرے سلسلے کی ذمّہ داری تمہارے اوپر ہے جو سلاسل میں نے آج تک پوشیدہ رکھے تھے وہ سب میں نے تمہیں بتا دیئے اور جو ذکر و اذکار تھے وہ سب سمجھا دیئے اور بتا دیئے ہیں اب آگے تمہارے ہاتھ میں ہے۔ تو مرشد پاک خواجہ صوفی طارق احمد شاہ صاحب نے عرض کیا کہ میاں میری کوشش تو ہو گی کہ میں سلسلہ کو چلاؤں مگر میرے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کیونکہ مجھے اتنی فرصت نہیں ملتی اپنے کمانے کھانے سے میں 2 ٹائم مطب کرتا ہوں اپنے گھر کا پورا کرتا ہوں اور اُس کے بعد جو آپ نے اسباق دیئے ہیں اُس کو پورا کرتا ہوں۔

تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ کام تم سے ہی لینا ہے اب کیسے لینا ہے وہی جانیں۔ اور فرمایا کہ یاد رکھو کہ تم محتاج ہو تم کمزور ہو، تمہارا رب محتاج ہے نہ کمزور، اور یہ سب کچھ میں اپنی مرضی سے نہیں دے رہا اگر مرضی سے دیتا تو اپنی اولاد کو دیتا لیکن یہاں مرضی نہیں چلتی۔ اب جاؤ میں نے تمہیں اللہ کے سپرد کیا، اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔

عثمان میاں کی کرامات:

دروازے کا خود کُھل جانا:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے صرف چار لوگوں کو حجرہ خاص میں جانے کی اجازت تھی، جن کے نام غلام حیدر، جلال احمد، ناصر میاں، اور افضال میاں ہیں۔ افضال میاں فرماتے ہیں کہ جب عثمان میاں رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی کام ہوتا تھا تو جب آپ بُلاتے آواز دے کر تو آپ کے حجرہ خاص

کا دروازہ خود بہ خود کُھل جاتا اور جب ہم اندر جاتے تو خود ہی بند ہو جایا کرتا، کسی کو دروازہ کھولنے اور بند کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے۔

جسم کے حصے ہو جانا:

افضال میاں فرماتے ہیں (یہ 1997ع کا واقعہ ہے) کہ کچھ لوگ آپ سے ملنے کے لئے سانگھڑ اور دیگر مقامات سے آئے تھے، میں نے جاکر دروازے پر دستک دی تو اندر سے کوئی جواب نہیں آیا تو میں حجرے کا دروازہ خود کھول کر جوں ہی اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے جسم مبارک کے 4 حصّے ہوئے ہوئے ہیں۔ تو میں نے جلدی سے باہر آکر اپنے پیر بھائی سے کہا کہ لگتا ہے کہ میاں حضور کو کسی نے شہید کر دیا ہے تو آپ کے پیر بھائی ناصر میاں نے مجھے جھڑک کر کہا کہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو، تو میں نے اندر کا حال بیان کر دیا تو انہوں نے کہا کہ ہم سب تو یہاں پر باہر ہی بیٹھے ہیں تو کون چلا گیا اور کیسے چلا گیا۔ تو افضل میاں نے کہا کہ چل کر دیکھ لو خود، تو ناصر میاں نے کہا کہ نہیں ابھی یہیں بیٹھ جاوَ۔ تھوڑی دیر بعد اندر سے سید عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آواز دی کہ فضل میاں اندر آیئے تو جب اندر جاکر دیکھا تو آپ اپنی چارپائی پر تشریف فرما ہیں اور میاں صاحب نے فرمایا کہ کیوں خوف کھایا آپ نے اور یہ بات آپ کسی کو مت بتانا۔

عثمان میاں کا کشف:

آپ کے خلیفہ افضل میاں فرماتے ہیں کہ آپ کو اتنا کشف و کرامت حاصل تھا کہ ہم لوگ جہاں بھی ہوتے اور جو بھی باتیں کرتے لفظ بالفظ بتا دیا کرتے تھے اور فرماتے کہ یہاں تم نے یہ صحیح کہا اور یہ غلط کہا۔ اگر افضل میاں عثمان میاں صاحب کی کہیں تعریف کرتے آپ فرماتے کہ فلاں جگہ جو تم نے میری تعریف کی ہے غلط ہے۔ میری تعریف نہ کیا کرو۔ آپ کو ہمارے تمام حالات کا علم رہتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اگر ہمیں بلانا ہو اور ہم کسی دوسرے شہر یا علاقہ میں ہوں تو کان میں بلکل ایسی صاف آواز آتی جیسا کہ آپ ہمارے سامنے سے فرما رہے ہوں۔

قبل از حادثہ واقعہ کی پیشن گوئی:

افضل میاں فرماتے ہیں ایک مرتبہ مجھے اپنے ایک کام کے سلسلے میں ستمبر 1987ع کو ملتان جانا تھا۔ میں نے جب عثمان میاں کی بارگاہ سے جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ اس تاریخ کو آپ ملتان مت جانا، تو میں نے عرض کی کہ حضرت میری تو بکنگ ہو چکی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اسے کینسل کروا دو۔ خیر میں نے بکنگ کینسل کروا دی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس دن ذکریا ایکسپریس کو حادثہ پیش آیا جس میں بوگی نمبر 22 کی جس میری بکنگ تھی

اس کے تمام مسافر انتقال کر گئے ایک بھی نہیں بچا۔ یہ واقعہ سانگی کے مقام پر ہوا تھا۔ اور آپ ہمیشہ پہلے سے ہی فرما دیا کرتے تھے کہ فلاں دن تم فلاں جگہ جارہے ہو۔ کل تم ملتان جارہے ہو۔ یعنی اگر اسباب نہیں بھی ہوتے تھے تو اسباب جانے کے بن جاتے تھے اور جانا پڑتا تھا۔

مریدین کی خواہش سماعت پر قوال کا مل جانا:

افضل میاں بیان کرتے ہیں کہ ایک بار 17 تاریخ تھی، فاتحہ کا پروگرام تھا۔ اس میں شرکت کے لئے سانگھڑ سے کچھ مہمان آئے ہوئے تھے۔ فاتحہ کے بعد مہمانوں نے آپ سے عرض کی کہ میاں حضور سماع سنوائیں۔ عثمان میاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ افضل میاں گیٹ پر بیٹھ جاؤ اور جو گزرے اُسے اندر لے آنا۔ اب میں گیٹ پر بیٹھ گیا تو آیک بندہ آیا اور بولا کہ عثمان میاں کا گھر کہاں ہے۔ میں نے کہا کہ یہ ہی ہے تو اُس نے کہا کہ ہم میر پور خاص سے آئے ہیں اور قوال ہیں اور یہاں ایک محفل میں آئے تھے تو صبح ہم چلے جائیں گے۔ تو ہم نے سوچا کہ عثمان میاں کہ ہاں بھی ایک محفل کرلیں۔ تو افضل میاں حیران ہوگئے کہ میاں نے فرمایا تھا کہ جو گزرے اُسے اندر لے آنا۔ جو پہلا گزرا وہ قوال ہی تھا۔ اس طرح کے بے شمار کرامات و کشف کے واقعات آپ کی زندگی سے ملتے ہیں۔

راقم: میاں حضور سے متعلق اتنی راز کی باتیں میاں حضور کا کوئی محرمِ راز ہی بتا سکتا ہے یہ تحریر صاحبزادہ میاں حضور ڈاکٹر عبدالواجد طارق دامت برکاتہم العالیہ کی لکھی ہوئی ان کے آفیشل چینل سے لی گئی ہیں۔

اللہ تعالی ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اختتام کتاب: وقت 4:19 منٹ بروز جمعرات: 25 اپریل 2024ء